# تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ


## رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو سرے سے حرام نہیں قرار دیا، بلکہ اسے بعض حالات میں جائز اور بعض حالات میں واجب بھی بنا دیا، البتہ اس پر قیدیں بڑی بڑی سخت لگا دیں ہیں، اور جہاد کو بجائے نفس پرستی یا ستم رانی کے ایک اعلیٰ درجہ کا مجاہدۂ نفس اور بہترین آلہ دفعِ ظلم کا بنا دیا، اسی طرح اس نے دنیا جہاں کے مجرموں، چوروں، ڈاکوؤں، خونیوں، شرابیوں، جواریوں کے ہاتھ میں عفو عام کا پروانہ نہیں تھما دیا، بلکہ اس نے اپنے وہی مصلح اکبر ہونے کی رعایت سے، ہر پھوڑے پھنسی کے لیے الگ الگ نشتر، الگ الگ آپریشن بھی تجویز کر دیے، البتہ ثبوت جرم کا معیار بہت اونچا کر دیا، یہ نہیں کہ ادھر شبہ پیدا ہوا اور سزا ٹھونک دی گئی، فطرت بشری جب تک اپنی موجودہ کمزوریوں کے ساتھ قائم ہے اور انسان کے خون فاسد میں گردش کر رہی ہے، مہر کے ساتھ قہر کی اور شاباش کی تسلیوں کے ساتھ تادیب کی گوشمالیوں کی حکیمانہ آمیزش لازمی ہی نہیں، عین رحمت وشفقت ہی کے مطالبہ کا پورا کرنا ہے، جس پاک ذات اور پاک صفات ہستی نے نہ صرف اپنی ان تعلیمات کے ذریعہ سے دنیا کو نمونہ جنت بنا دینا چاہا، بلکہ ۲۲، ۲۳ سال کے حیرت انگیز حد تک قلیل وقفہ میں ان کی عملی جھلک بھی اپنے وطن میں دکھا دی تھی اور کئی لاکھ مربع میل پر عدل وفضل، مہر وشفقت کی عملداری دوست دشمن سب کی آنکھوں کے سامنے قائم کرا دی تھی، آج تاریخ روایت مشہور کے مطابق اسی کی پیدائش کی ہے، لیکن اگر قرآن نے نہ بھی کہا ہوتا، جب بھی ان کارناموں سے واقف ہو جانے کے بعد عقل سلیم خود ہی سوال کرتی ہے کہ اگر اسے رحمۃ للعالمین نہ کہے تو آخر کیا کہہ کر پکارے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ


سالانہ زرتعاون -/250

۱۰ر جنوری ۲۰۱۳ء

فی شمارہ =/12₹

پندرہ روزہ

# تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۵۰ | ۱۰ر جنوری ۲۰۱۳ء مطابق ۲۷ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ | شمارہ نمبر



۱۰۵۵۸
۱۸۱۲۶۵
جرائد


## اس شمارے میں


**شعروادب**

عرش سے اور فرش سے تجھ پہ سلام اور صلوٰۃ — مولانا ظفر علی خانؒ — ۲

**اداریہ**

عید میلاد النبیؐ اور اسوۂ حسنہ — شمس الحق ندوی — ۳

**نوید صبح**

حضرت محمدؐ کی بعثت کا ماحول پر اثر — حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ — ۵

**رہبر کامل**

قرآن مجید کامل دستور حیات — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۷

**عالمی منشور**

حقوق انسانی - اسلامی نقطۂ نظر — مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی — ۱۱

**نجوم تاباں**

عظمت صحابہؓ اور مشاجرات میں راہ اعتدال — مولانا محمد خالد غازیپوری ندوی — ۱۶

**تعارف وتبصرہ**

۴۸ سال شفقتوں کے سائے میں — مدیر مسئول — ۲۰

**فقہ و فتاویٰ**

سوال وجواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۲۱

**رفتار کارواں**

سالانہ مذاکرۂ علمی رابطہ ادب اسلامی — اقبال احمد ندوی — ۲۲

**اسلامی زندگی**

تاجروں کی ذمہ داریاں — خالد فیصل ندوی — ۲۷

**خبرونظر**

عالم اسلام — جاوید اختر ندوی — ۳۱



**زیرسرپرستی**

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

**زیرنگرانی**

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی
(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

**مدیر مسئول**

شمس الحق ندوی

**نائب مدیر**

محمود حسن حسنی ندوی

**مجلس مشاورت**

• مولانا سید عبد اللہ حسنی ندوی • مولانا خالد ندوی غازی پوری
• نعیم الرحمٰن صدیقی ندوی



**ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ**

Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007
E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

| سالانہ زرتعاون -/250 | فی شمارہ -/12 | ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک کے لئے 150$ ڈالر |
|---|---|---|

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں۔ چیک سے بھیجی جانے والی رقم صرف All CBS Payable Multicity Cheques روانہ فرمائیں، بصورت دیگر =/30 روپے جوڑ کر چیک دیں۔ رسید منی آرڈر پر ہی کا بل ہوگی۔

آپ کے خریداری نمبر کے نیچے اگر کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلدی زر تعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھئے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔



یونانی ادویات میں قابلِ بھروسہ نام صدر دواخانہ اور صدر لیباریٹریز کی تیار کردہ
عمدہ وخالص یونانی ادویات نہایت کفایتی ریٹوں پر نہ صرف ہندوستان بھر میں دستیاب
جو کہ ہندوستان سے باہر کے ممالک میں بھی اپنا خاص مقام بنائے ہوئے ہے۔

G.M.P. CERTIFIED UNANI CO...
SADAR DAWAKHANA / SADAR LABORATORIES
855, FARASH KHANA, DELHI-110006
Ph.: 011-23941759, 32915753 • e-mail: sadardawakhana@ymail.com

شعر و ادب

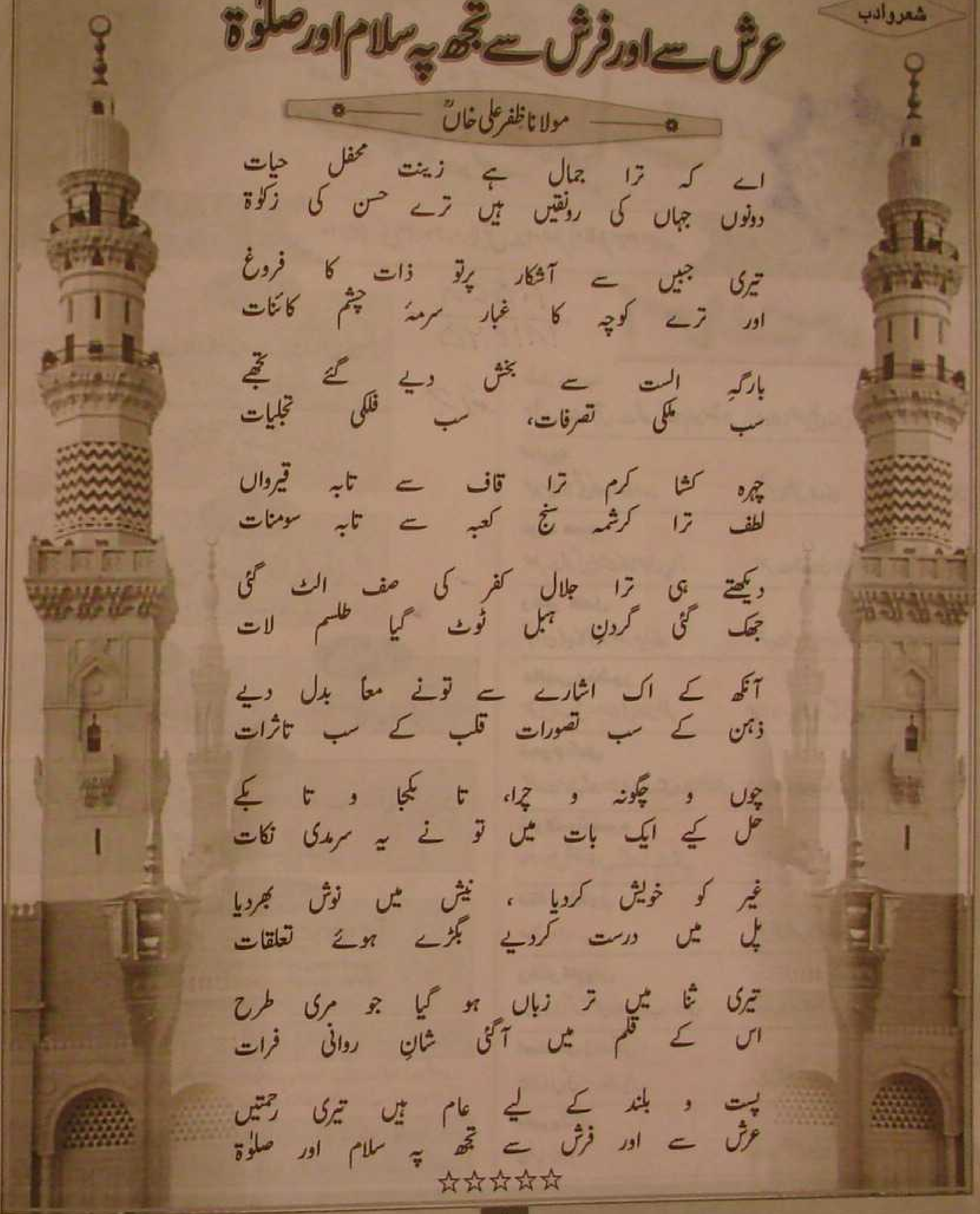

# عرش سے اور فرش سے تجھ پہ سلام اور صلوٰۃ

مولانا ظفر علی خاںؒ

اے کہ ترا جمال ہے زینتِ محفلِ حیات
دونوں جہاں کی رونقیں ہیں ترے حسن کی زکوٰۃ

تیری جبیں سے آشکار پرتوِ ذات کا فروغ
اور ترے کوچہ کا غبار سرمۂ چشمِ کائنات

بارگہِ الست سے بخش دیے گئے تجھے
سب ملکی تصرفات، سب فلکی تجلیات

چہرہ کشا کرم ترا قاف سے تا بہ قیرواں
لطف ترا کرشمہ سنج کعبہ سے تا بہ سومنات

دیکھتے ہی ترا جلال کفر کی صف الٹ گئی
جھک گئی گردنِ ہبل ٹوٹ گیا طلسمِ لات

آنکھ کے اک اشارے سے تونے معاً بدل دیے
ذہن کے سب تصورات قلب کے سب تاثرات

چوں و چگونہ و چرا، تا بکجا و تا بکے
حل کیے ایک بات میں تو نے یہ سرمدی نکات

غیر کو خویش کردیا ، نیش میں نوش بھردیا
پل میں درست کردیے بگڑے ہوئے تعلقات

تیری ثنا میں تر زباں ہو گیا جو مری طرح
اس کے قلم میں آگئی شانِ روانیِ فرات

پست و بلند کے لیے عام ہیں تیری رحمتیں
عرش سے اور فرش سے تجھ پہ سلام اور صلوٰۃ

☆☆☆☆☆





اداریہ

# عید میلاد النبی ﷺ اور اسوۂ حسنہ

شمس الحق ندوی

ماہ ربیع الاول کی آمد آمد ہے، آپ کے دل و دماغ میں، آپ کی اصطلاح میں عید میلاد النبیؐ کے جلسوں اور نعتیہ مشاعروں کی محفلوں کا خیال گردش کر رہا ہے، ابھی سے جلسہ گاہوں کی سجاوٹ اور رنگ ونور کی جگمگاہٹ کا منظر دل کو سرور اور آنکھوں کو نور کی تابانی عطا کر رہا ہے، آپ کو شاید یہ فکر بھی ہو کہ اس سال ہمارے محلہ یا ہمارے شہر کے جلسۂ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سجاوٹ کو دوسرے محلوں یا شہروں کی سجاوٹ سے اچھوتا اور نرالا انداز اپنانا ہے جو سب پر فائق اور سب سے زیادہ نگاہوں کو خیرہ کرنے والا اور واہ واہ کی داد حاصل کرنے والا ہو۔

لیکن آپ سے ہماری گذارش ہے کہ اس سے قبل کہ آپ ان جلسوں کے اہتمام کی گراں باری اور مقابلہ کی چشمک کا شکار ہوں، تھوڑی دیر کے لیے ہمارے ساتھ مکہ کی جھلستی ہوئی، پہاڑیوں کے دامن میں تپتی ہوئی ریت پر دو چار قدم چل لیں اور پھر اپنے پاؤں کے آبلوں اور چھالوں سے پوچھیں کہ ان پر کیا گزرتی تھی، جن کو صرف اس پاداش میں وہ بارہ ربیع الاول کو آنے والے رسولؐ پر ایمان لائے ہیں، اس تپتے ہوئے ریگ زار پر لٹا کر سینے پر گرم و بھاری پتھر رکھ دیا جاتا تھا کہ ہل بھی نہ سکیں، ذرا اس کربناک منظر کو دیکھنے کی تاب ہو تو نظر اٹھائیے اور دیکھئے کہ حضرت خبیبؓ کو ایک ستون پر لٹکا دیا گیا ہے، قبائل کے نوجوان ان پر تیروں کی بارش کر کے اپنے دل کا ارمان نکال رہے ہیں، ایک کہتا ہے کہ کہو کیا اب یہ پسند کرو گے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنا چھوڑ دو، تم کو آزاد کر دیا جائے اور تمہاری جگہ (نعوذ باللہ) محمد ہوں، جواب ملتا ہے ہماری جگہ ہمارا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور میں چھوڑ دیا جاؤں تو یہ تو بہت دور کی بات ہے، ہم کو تو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھے اور میں چھوڑ دیا جاؤں، اب آپ اپنی بھیگی ہوئی آنکھوں اور تھرتھراتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ ذرا حضرت خباب بن ارتؓ کی پیٹھ کھول کر دیکھئے یہ جو برص کے سے داغ نظر آرہے ہیں، یہ اس کے ہیں کہ ان کو آگ پر لٹا دیا گیا تھا اور ایک شخص نے سینہ پر پاؤں رکھا اس طور پر کہ پیٹھ زمین سے لگ جائے اور آگ کے انگارے جسم سے چپک جائیں۔

نازوں کے پالے یہ مصعب بن عمیرؓ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ میں میں نے مصعب بن عمیرؓ سے زیادہ خوش وضع و خوبرو، جامہ زیب اور ان سے زیادہ ناز پروردہ کسی اور کو نہیں دیکھا؛ لیکن یہی مصعب بن عمیرؓ جب چھپ چھپا کر اسلام لائے اور قبیلہ والوں کو خبر ہو گئی تو ان کو پکڑ کر قید کر دیا اور ہجرت حبشہ تک قید میں رہے۔

یہ عثمان بن مظعونؓ ہیں، اسلام لانے کے بعد ولید بن مغیرہؓ کی پناہ لے لی تھی؛ لیکن کچھ ہی دنوں بعد ان کی غیرت ایمانی نے گوارا نہ کیا کہ کسی مشرک کی پناہ میں رہیں بالآخر ایک مشرک سے کہا سنی کے بعد اس نے ان کی آنکھ پر ایسا طمانچہ مارا کہ ان کی آنکھ جاتی رہی۔

یہ خون سے لت پت خاتون حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہؓ ہیں اور بھائی ہی کی زدوکوب نے ان کو لہولہان کر رکھا ہے، آخر بہن کے خون کی اس لالی نے بھائی کے پتھر دل کو موم کر دیا، کچھ سوچا پھر پوچھا، پھر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

یہ شعب ابی طالب ہے، سنئے! اس گھاٹی سے بچوں کے رونے اور بلبلانے کی کیسی کربناک آوازیں آرہی ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے فدائیوں اور ہمنواؤں کا مقاطعہ کر دیا گیا ہے، وہ اس گھاٹی میں محصور ہیں، کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں پہونچ پا رہا ہے، یہ زمانہ دو چار ہفتے، مہینے کا نہیں تھا، بلکہ اس حال میں پورے تین سال گذر گئے، ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا، بچے بلک رہے ہیں، بڑے ببول کی پتیاں کھانے پر مجبور ہیں، زیادہ تفصیل آپ کو بے کل بنا کر رکھ دے گی۔

ادھر دیکھئے! رات کی تاریکی میں کاشانۂ نبوی پر گھیرا ڈال دیا گیا ہے کہ آپؐ باہر نہ نکل سکیں اور صبح ہوتے ہی نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کردیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے کس طرح نکلے وہ آپ کو معلوم ہے، آپؐ اپنے رفیق غار صدیق اکبرؓ کے ساتھ غار ثور میں چھپے ہوئے ہیں اور غیظ وغضب میں بھرے ہوئے کفار آپ کی تلاش میں سرگرم عمل ہیں، پکڑنے والوں کے لیے انعام مقرر کیا جاچکا ہے، غار کے اوپر کفار کے چلنے کی آواز آرہی ہے، کسی کسی وقت تو ان کے تلوے تک غار میں چھپنے والوں کو نظر آتے تھے، کیسی بے کسی کا عالم ہے۔

ذرا سوچئے اور غور کیجئے کہ اللہ کے رسولؐ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے وہ تکلیفیں اور مشقتیں کیوں جھیلی تھیں جن کا ذکر ہوا، کیا صرف اس لیے کہ تاریخ میں ان کے صبر وثبات اور استقامت کا تذکرہ ہو یا اس لیے وہ اپنی اس قوت ایمانی واخلاص اور صرف ایک کی بڑائی کے اعتراف اور اس کے سامنے جھکنے کی عملی دعوت دیں کہ ان کے اس عملی کردار سے آنے والی نسلوں کو روشنی ملتی رہے اور وہ اپنی زندگی کے ایمانی اور عملی سانچہ کو اسی سانچہ میں ڈھال لیں جس سانچہ میں انہوں نے اپنے آپ کو ڈھالا تھا۔

علماء سے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو سنیں، جانیں اور ان پر عمل کریں، ہماری زندگی، ہمارے سماج ومعاشرہ میں جو چیز بھی ایسی ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے میل نہ کھاتی ہو اس کو مٹادیں؛ لیکن جب ہم رسمی اور رواجی جلسوں ہی میں کھو جائیں گے تو پھر وہ روشنی کیسے حاصل ہوگی جو سیرت پاک ہمیں عطا کرتی ہے؟!

☆☆☆☆☆

## عبرت وموعظت کا انوکھا واقعہ

"سیر أعلام النبلاء" میں علامہ شمس الدین ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ ایک بار حضرت حسنؓ سیر وتفریح کے ارادے سے مدینہ کے ایک دور دراز باغ میں پہونچے، جو کھجوروں سے لدا ہوا باغ تھا، اس میں ایک حبشی ملازم تھا جو روٹیاں کھا رہا تھا اور اس کے سامنے ایک کتا بیٹھا ہوا تھا، ایک روٹی خود کھاتا دوسری روٹی کتے کے سامنے پھینک دیتا، جتنا خود کھایا اتنا ہی کتے کو بھی کھلایا، حضرت حسنؓ نے پوچھا کہ تو نے کتے کو روٹی کھانے کے درمیان کیوں برابر کھلایا؟ تو اس نے جواب دیا یہ کتا کہیں دور سے آیا ہے اور میں جب روٹی کھا رہا تھا تو اس کی آرزو بھی روٹیوں کو حاصل کرنے پر لگی تھی، انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے تو میرا فرض بنتا ہے کہ جتنی روٹیاں میں کھاؤں اتنی ہی روٹی اسے بھی دوں ورنہ میرے اشرف ہونے کا کوئی معنی نہیں، حبشی کا یہ جواب حضرت حسنؓ کو بہت پسند آیا اور پوچھا اس باغ کا مالک کون ہے؟ تو غلام نے بتلایا کہ اس کے مالک ابان بن عثمان ہیں، حضرت حسنؓ ابان بن عثمان کے گھر دوپہر کی گرمی میں پہونچ گئے، ابان نے حیرت زدہ ہوکر کہا: اس دھوپ کی سختی میں آپ یہاں کیسے تشریف لائے؟ ٹھنڈے مکان میں آرام فرمانے کا مشورہ دیا اور کھجور وغیرہ پیش کیا، آپؓ نے فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں فلاں باغ کو لینا چاہتا ہوں، تو ابان نے کہا کہ مجھے اس باغ کو بیچنا نہیں ہے؛ لیکن چونکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں آپ کی بات رد نہیں کی جائے گی، حضرت حسنؓ نے پوچھا اس کی کتنی قیمت ہے؟ ابان نے جو قیمت بتائی، اتنی قیمت کا پرچہ انہوں نے منیجر کو لکھ دیا، اس کے بعد ابان رخصت ہونے لگے تو آپ نے کہا کہ اس غلام کو بھی خریدنا ہے، جو اس باغ کا رکھوالا ہے، ابان نے کہا: آپ نواسۂ رسولؐ ہیں آپ کی بات کا رد کرنا میری مجال نہیں ہے، اس غلام کی اتنی قیمت ہے، حضرت حسنؓ نے اس قیمت کو منظور کیا اور خزانچی کو پرچہ لکھ دیا، اس کے بعد حضرت حسنؓ اس باغ میں آئے، جس میں حبشی غلام بیٹھا ہوا تھا، تو آپؓ نے حبشی غلام سے آکر کہا: میں نے یہ باغ خرید لیا ہے اور تم کو اس باغ کا مالک بنادیا ہے اور تم کو بھی خرید لیا ہے اور آزاد کردیا ہے، جہاں چاہو آجاسکتے ہو، غلام نے خوش ہوکر کہا: آپ نے مجھے آزاد کیا، مجھ پر کرم فرمایا، اب میں آزاد ہوکر حج کو جاسکتا ہوں، جہاد وغیرہ میں حصہ لے سکتا ہوں، دیگر امور خیر کی طرف قدم بڑھا سکتا ہوں؛ لیکن جو باغ آپ نے مجھ پر وقف کیا ہے تو اتنا بڑا باغ اپنی ملکیت میں رکھ کر کیا کروں گا؟ اب اس لیے میں بھی اس باغ کو عام مسلمانوں کی ضروریات کے لیے وقف کرتا ہوں تاکہ عام مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس کا پھل کھائیں۔ [سیر أعلام النبلاء للذھبی]

☆☆☆☆☆





نوید صبح

# حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بعثت کا ماحول پر اثر

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

فارس وروم کی حکومتیں صدیوں سے ایک ہی خاندان میں چلی آرہی تھیں، اقتدار کے اس طویل عرصہ نے انہیں بعض خرابیوں کا خوگر بنادیا تھا، ان میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ حکمرانوں کو اقتدار کے نشہ نے دنیاوی لذتوں، آرام و آرائش اور عیش وعشرت کا غلام بنادیا تھا اور ان کی اس ناعاقبت اندیشی نے ان کی فکر وذہن کو شیطان کے حوالہ کرڈالا تھا، وہ ان عیش پرستیوں اور عیش کوشیوں کے ایسے دلدادہ ہوئے کہ بس ان ہی کے ہوکر رہ گئے، ان بادشاہوں کی اس احمقانہ روش سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے دنیا بھر کے "اعلیٰ دماغ" ان کے حاشیہ بردار بننے لگے اور اس طرح ان کے افکار واذہان بھی سب طرف سے کٹ کر اس بات کے ہوگئے کہ اپنی خداداد صلاحیتیں صرف کرکے اپنے آقاؤں کے آرام و آسائش، عیش وعشرت اور نمود ونمائش کے سامان فراہم کریں، انہیں عیش پرستیوں کے نئے سامانوں اور نئے طریقوں سے آگاہ کریں، یہ ایک مسلم قاعدہ ہے کہ رعایا اور عوام اس راہ پر چلتے ہیں، جس پر ان کے حکمراں اور اہل اقتدار چلتے ہیں، چنانچہ یہی ہوا اور ہوتے ہوتے بڑوں کی یہ خصلتیں عوام میں بھی عام ہونے لگیں، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سارا معاشرہ اس گرداب میں گھر کر رہ گیا، ہر چھوٹے بڑے کی مساعی کا مدعا یہ ہوگیا کہ وہ کس طرح ان اسباب کا مالک بن جائے، جن کی موجودگی میں وہ اس معیار کی زندگی گذار سکے، جس کا چلن سارے ملک میں عام ہوتا جارہا تھا، اب اگر ان میں باہمی مسابقت کا کوئی میدان تھا تو یہی کہ کون زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کرتا ہے اور کون زیادہ شان وشوکت سے زندگی گذارتا ہے، قدر ومنزلت اس کی ہوتی جو اس میدان کو سر کرلیتا، غیرت وحمیت اور ناموس کو اگر اس بازی کے جیتنے کے لئے داؤ پر لگانا ضروری ہوتا تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہ تھا؛ لیکن جو بدقسمتی سے ان کے حصول کی راہ میں کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکتا، دنیا بھر کی ذلتیں اس کا مقدر ہوتیں، جو اس مفروضہ معیار سے جتنا کم ہوتا اتنا ہی ذلیل اور بے عزت خیال کیا جاتا، حالت یہ تھی کہ اگر کوئی سرکاری افسر یا معزز شہری ایک لاکھ درہم سے کم قیمت کا پٹکا استعمال کرتا یا اس کی دستار اس سے کم داموں کی ہوتی یا اگر اس کے پاس رہنے کو پرشکوہ محل نہ ہوتا، شاندار باغ اور عالی شان حمام اور تفریح گاہ نہ ہوتی یا اگر اس کا دستر خوان اعلیٰ درجے کے کھانوں سے نہ سجایا جاتا تو کسی بھی حال میں وہ قابل احترام نہ ہوتا اور اسے حقیر وکم نوا خیال کیا جاتا، یہ روگ اس بری طرح ان کے ذہنوں اور افکار پر سوار ہوگیا تھا کہ اس نے ان کے تمام فکری قویٰ کو معطل کرکے رکھ دیا، ان اشیاء کے حصول کی خواہش کو ان کے دلوں سے دور کرنا اتنا ہی مشکل تھا جتنا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا، پھر یہ مصیبت تنہا کسی ایک فرد، کسی ایک خاندان، کسی مخصوص گروہ پر ہی نہیں آئی تھی، بلکہ اس نے سارے معاشرہ کو گھن لگادیا تھا، یہ ایک ہمہ گیر وبا تھی، جس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی اور اس کا علاج کسی کے پاس نہ تھا۔

جب حالات ایسے ہوں اور مصائب کی یہ حالت ہو تو پھر کس سے یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ ذرا دیر ہی کے لیے سہی، گردن اٹھا کر دوسری دنیا کی طرف دیکھ لیتا، دنیا کی زندگی جب اس طرح بندھنوں میں جکڑ دی جائے اور وسائل بھی سارے کے سارے کلیۃً ظالموں کے ہاتھ میں ہوں تو پھر سعادت اخروی کا خیال کیسے آسکتا ہے اور کیسے آئے؟ کسی کو اس بات کا موقع ہی نہیں دیا جاتا تھا کہ اپنی اور اپنے خاندان کی اخروی بھلائی کے بارے میں کوئی فکر کرسکے اور اس بارے کچھ سوچ سکے، ان سب باتوں کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ معاشرہ کا ہر طبقہ اور ہر گروہ فکر آخرت سے صدیوں کی مسافت پر رہ گیا، لوگوں کی اس عام بدبختی کا حال یہ تھا کہ بڑی سے بڑی مملکت کی حدود میں ایک متنفس بھی ایسا نہ ملتا تھا جسے اپنی عاقبت کا خیال آتا ہو، جو دین و مذہب کے بارے میں کچھ سوچتا ہو۔

اس طرز زندگی کے لوازم میں یہ بھی شامل تھا کہ بادشاہوں اور امراء کے دربار ہوتے اور کچھ لوگ ایسے ہوتے جو ان کی درباری کے فرائض انجام دیتے، چنانچہ ان کے حاشیہ نشینوں کی ایک فوج تیار ہوگئی، ان کا کام صرف اس قدر تھا کہ ان کی شان میں قصیدے کہتے، ان کی تعریف وتوصیف

میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے، انہیں اس بات کا یقین دلاتے کہ ہماری زندگیاں آپ کے لیے وقف ہیں اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھاتے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عین ثواب ہے اور جس ''تہذیب'' کو وہ پھیلا رہے ہیں، عین تقاضائے وقت ہے، نیز یہ کہ شاہی رسوم ورواج کو مروج کرنے کے سلسلہ بادشاہوں کو ان کی خدمات کی ضرورت ہے، ان کی احمقانہ شاہ خرچیوں کی تعریف وتوصیف کرتے۔

یہ خرابیاں صرف مالی مسائل ہی پیدا کرنے کا سبب نہیں بنیں، بلکہ انہوں نے قوم کی اخلاقی قدروں کو بھی مسمار کردیا، معاشرہ میں ان کی وجہ سے ایسی اخلاقی بیماریاں پیدا ہونے لگیں جو روز افزوں اور جان لیوا تھیں، ان بیماریوں کی موجودگی کی وجہ سے وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ نیکی سے دور ہوتے چلے گئے، یہ خرابیاں جب پورے عروج پر پہنچ چکیں تو سارا ملک ایک گندے تالاب میں تبدیل ہوگیا، اس تالاب سے سیر ہونے والی زندگیاں جھلستی چلی گئیں اور خدا کی زمین بنجر ہوتی گئی، ادھر مشیت الٰہی نے حالات کو بدلنے کا تہیہ کرلیا تاکہ خدا کے بندوں کو اس عذاب سے جس میں وہ نادانستہ طور پر خواہی نہ خواہی مبتلا کردئے گئے تھے، چھٹکارا ملے، خدا جس نے اس کائنات اور اس کے بسنے والے کو پیدا کیا ہے، اس بدنظمی اور شرف انسانیت کی اس ارزانی پر راضی نہ تھا، چنانچہ اس رحمان ورحیم نے اس عالم کے نجات دہندہ کو عرب کی سرزمین میں وجود بخشا، یہ خداوند تعالیٰ کی رحمت تھی، جو اس جسد نورانی کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی، ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے اسی نبی کے ذریعہ ایسے حالات پیدا فرمائے کہ اس شجر خبیث کی جڑیں ہی کٹ جائیں جو ان زہریلے اور کڑوے کسیلے پھلوں کی پیدائش کا سبب تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش ایسے ماحول میں ہوئی جس پر اس عجمی تمدن کا کوئی اثر نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل عجم کی مخالطت اور مجالست سے محفوظ رکھے گئے، یہی نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی انسان سے تعلیم حاصل نہیں کی، اس زمانہ میں اہل عرب ایران اور فارس سے ایسے تعلقات نہیں رکھتے تھے، جن کی بنا پر ان کی تہذیب اور زندگی عجمی تکلفات اور تصنع سے متاثر ہوسکتی تھی اور ان کے رسوم ورواج بھی عربوں تک نہیں پہونچے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام امور سے اس لیے محفوظ رکھا گیا کہ خدا تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی کسوٹی بنانا چاہتا تھا جو دنیا بھر کے لیے حق وباطل کا معیار ہو، اللہ تعالیٰ نے جو احکام اپنے رسول پر نازل فرمائے ان میں اہل عجم کی عادات و رسوم سے بچنے کی خاص طور پر تلقین کی گئی ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی عادات واطوار کے اختیار سے منع فرمایا، ان کے رسم ورواج کی برائیاں خوب کھول کھول کر سمجھائیں اور مجموعی حیثیت سے دنیاوی زندگی میں انہماک اور لذت وشہوت کی اتباع کو ناجائز بتایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تعلیم بھی دی کہ انسان کی زندگی موت کی حدوں سے محدود نہیں ہے، آخرت کی زندگی پر ایمان ضروری قرار دیا گیا اور ہر اس بات سے مسلمانوں کو روکا گیا جو آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی میں انہماک بڑھاتی ہے، اہل عجم لباس وطعام میں جن امور کے عادی تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ان سے سختی سے منع فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں اسی لیے ریشم ودیباج ومنقش اور مزین کپڑے کے لباس کا استعمال ممنوع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو گہرے اور شوخ رنگ کا لباس استعمال کرنے سے، چاندی سونے کے زیور پہننے سے اور تمام مسلمانوں کو سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے سے منع فرمایا، نیز مکانوں کی دیواروں کو منقش کرنے اور ان کی زینت سے روکا، ان تمام پابندیوں سے مقصود یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت اس تہذیب کے سارے نشانوں کو مٹا دینے کے لیے تشریف لائے تھے، وہ تہذیب جس نے انسان کی زندگی کو اس کے لیے عذاب اور وبال بنا دیا تھا۔

خدا نے اپنے نبی کو ایسی حکومت عطا فرمائی، جس نے ان بادشاہوں کی حکومتوں کو زوال کا منہ دکھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاست نے ان کی ریاست کو ہمیشہ کے لئے فنا کردیا، یہ محض ایک پیش گوئی نہ تھی کہ کسریٰ ہلاک ہوگا اور ایسے کہ اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے گا، اسی طرح قیصریت کو ایسا زوال آئے گا کہ اس کا نام لینے والا بھی کوئی نہ رہے گا، بلکہ یہ ایک خدائی فیصلہ تھا جو پورا ہو کر رہا، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ عادتیں اور خصائل جو ان عجمی ملکوں میں عام تھے خدا کی نظروں میں کس قدر غیر پسندیدہ تھے، اور جنہیں مٹانے کے لیے اس نے ان ملکوں کی فنا اور تباہی کا فیصلہ فرمایا۔

☆☆☆☆☆





رہبر کامل

# قرآن مجید کامل دستور حیات

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

الحمد لله رب العالمين، والصلاة و السلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين سيدنا محمد بن عبد الله الأمين، وعلى آله و صحبه أجمعين، ومن اهتدى بهديه إلى يوم الدين، والتقدير العظيم والشكر اللائق على ما أنعم الله على البشرية بتنزيله لكتابه المجيد القرآن العظيم ووعد بحفظه، وجعله هدايةً و شفاءً لقلوب المؤمنين، أما بعد!

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ مقدس کتابوں میں آخری کتاب ہے اور اس کو اس زمانہ کے آغاز پر اتارا گیا جو انسان کی علمی توجہات اور وسائل زندگی کے اعلیٰ ترین اسباب کی تحقیق و انکشاف کا عہد بننے والا تھا اور انسانی زندگی مادی ترقیات اور متنوع حالات اور اجتماعی زندگی کی وسعت اور مادی اسباب کی ترقی میں انسانی تجرباتی علم سے فائدہ اٹھانے کے لحاظ سے بڑی ترقی کا عہد بننے والی تھی، تجرباتی علم سے فائدہ اٹھانے کا عمل بڑے وسیع اور موثر انداز میں ہونے والا تھا، یہ سب رب العالمین کی عطا کردہ صلاحیت علمی کا نتیجہ تھا، چنانچہ قرآن مجید کا آغاز علم کی اہمیت کے ساتھ اور اس کو رب العالمین کا خصوصی عطیہ قرار دینے کی شکل میں ہوا، اس لئے اس کو گذشتہ نازل کردہ کتابوں کے مقابلہ میں زیادہ جامع اور انسانی ضرورت کے متنوع پہلوؤں میں رہنما کتاب کی حیثیت عطا کی گئی اور مزید یہ کہ اس کو آنے والے ترقی یافتہ اور متنوع عہد کی ضرورت کے لحاظ سے کامل خصوصیات اور ہر عہد کے انسانوں کی ضرورت کے لحاظ سے رہنمائی کرنے والے نبی پر اتارا، جو انسانوں کی کامل رہنمائی کرنے والی شریعت کو لے کر تا قیامت انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا، اس طرح دونوں کو اپنی اپنی جگہ جامع اور تکمیلی مقام حاصل ہوا۔ قرآن مجید کو آسمانی کتابوں میں آخری اور مکمل کتاب کی حیثیت سے اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کے سلسلہ میں تکمیلی شریعت کے ساتھ آخری نبی کا مقام دیا گیا۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے لیے اصلاحی نظام کے طور پر اتارا اور ایسا جامع بنایا کہ اس نظام میں اب کسی تبدیلی کی ضرورت باقی نہ رہے، اور اپنے نزول کے وقت سے لے کر دنیا کے باقی رہنے تک ایمان اور آسمانی ہدایت کی ضرورت کے لئے کافی رہے، اور دنیا کے باقی رہنے تک خیر وشر کے تمام معاملات میں ان دونوں یعنی اس آسمانی کتاب اور آخری نبی سے رہنمائی حاصل ہوتی رہے۔

قرآن مجید کو نصیحت اور موعظت کے لئے اور نبی کو اس نصیحت وموعظت کے نمونے کے طور پر مقرر کیا گیا، اب جو بھی ان کو اپنا رہنما بنائے گا اس کو اپنے پروردگار خالق کائنات اللہ رب العالمین کے حکم اور مرضی کو بالکل صحیح طریقہ سے معلوم کرنے کا موقع ملے گا، اور یہ انسانی مخلوق جس کو عقل اور خواہش نفس دونوں سے فائدہ اٹھانے اور اثر لینے کی خصوصیت عطا کی گئی اور خواہش نفس کے اثر سے وہ حقائق کو سمجھنے میں بے راہ ہوسکتا ہے، اس کو صحیح راستہ پر لانے کا ذریعہ رہے گا، اور صحیح زندگی کا صحیح راستہ تبدیل نہ کرنے اور من مانی زندگی گزارنے اور اللہ رب العالمین کی عطا کردہ نعمتوں سے غلط فائدہ اٹھانے سے بچانے کا ذریعہ بنے گا، اسی خصوصیت کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی، مبشر، منذر، بشیر ونذیر اور سراجاً منیراً کہا گیا ہے، اور قرآن مجید کو ذکری للمؤمنین، ھدی للمتقین، موعظہ، شفاء، کتاب مہیمن اور فرقان کہا گیا اور اس کی اس خصوصیت کو اس کے ہر حسن نیت سے پڑھنے والے کے عمل پر اثر انداز ہونے کو برابر دیکھا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ذریعہ سے یہ کلام بلیغ انسانوں کو عطا کیا گیا، ان کے اصحاب کی زندگیوں پر جس طرح اثر انداز ہوا، اس کو دنیا نے دیکھا اور وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔

قرآن مجید خالق کائنات کا کلام ہونے کی بنا پر مخلوقات کی سطح سے انتہائی بلند اور غیر معمولی اثر اور طاقت رکھنے والا کلام ہے، یہ آسمان سے اترنے والا آسمانی کلام ہے، آسمان کے سامنے دنیا بہت کمزور اور حقیر حیثیت اور طاقت کا عالم ہے، اس کی طاقت اور برداشت انتہائی کم ہے، آسمانی طاقت والی چیز اپنی براہ راست طاقت کے ساتھ زمین پر آئے تو زمین اس کو برداشت نہیں کرسکتی، ایٹم کے توڑنے سے جو طاقت پیدا ہوتی ہے وہ زمین کی اعلیٰ طاقت کا ایک اظہار ہے، اس کے مقابلہ میں آسمان کی طاقت کا تصور کیا جائے تو کتنی زیادہ ثابت ہوگی۔ قرآن اللہ کا کلام خدائی طاقت رکھتا ہے، اس کی طاقت کی طرف اشارہ اس طرح فرمایا گیا ہے۔

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ [سورۃ الحشر:۲۱]
(اگر ہم اس قرآن کو [اس کی اصل حالت پر] پہاڑ پر اتار دیتے تو تم دیکھتے کہ پہاڑ لرز جاتا اور اللہ کے خوف سے پھٹ جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا)۔

لیکن پھر اس کے ساتھ ہی اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اسی کو انسانوں کے فائدہ کے لیے اس طرح اتارا کہ انسان اس کو اٹھا سکے اور برداشت کر سکے تاکہ انسان کو غور کرنے سے حقیقت کو سمجھنے میں نور ہدایت پانے میں مدد ملے، اس لئے اس کو انسان کی زبان میں اور نورانی مخلوق فرشتہ کے ذریعہ بھیجا، فرشتہ اگرچہ مخلوق ہے، لیکن وہ آسمانی مخلوق ہے، اس طریقہ سے اتنی بڑی نعمت اور عظیم نعمت جو پہاڑ کے برداشت سے اونچی ہے اس کے حصول کو اللہ نے انسان کے فائدے کے لیے دو واسطوں سے ایک فرشتہ دوسرے بلند صلاحیت رکھنے والے انسان کی زبان میں اتار کر قابل برداشت بنا دیا۔

انسانی حقوق وصلاحیتیں جو انسانوں کی زندگی کے فطری تقاضوں کے لحاظ سے ہونے چاہئیں، ان کو انسان کے خالق ومالک سے زیادہ کون جان سکتا ہے، لہٰذا قرآن مجید میں صرف عبادت ہی کی ہدایت نہیں دی گئی ہے، بلکہ انسان کے اور اس کے خالق کے مابین جو تعلق وربط ہو سکتا ہے، اس کے لیے انسانوں کی فطری حالت وصلاحیت کا لحاظ رکھتے ہوئے زندگی کے تمام عقائد اور اعمال کے سلسلہ میں ایسی رہنمائی کی گئی ہے جس میں انسانی زندگی کے تقاضے اور ضرورت کا پورا احاطہ کیا گیا ہے، انسان کا مزاج صرف انفرادی دائرے میں رہ کر ہی زندگی گذارنے کا نہیں ہے بلکہ وہ تعلقات اور آپس کے معاملات کے لحاظ سے بھی اپنی زندگی گذارتا ہے، اور پھر مرد وعورت کے تعلقات جو معقول اور شریفانہ ہوں اور جو نامعقول اور بہیمانہ ہوں ان سب کا اس میں خیال رکھا گیا ہے، مرد وعورت کے درمیان تعلق کس طریقہ سے صحیح اور کس طریقہ سے نامناسب ہے اور اس میں باعزت صورت کیا ہے اور کس صورت میں بے عزتی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے؟ اسی طرح اعزاء واقرباء دوست دشمن اہل محلہ اور پڑوسی سب کے تعلقات کے جو الگ الگ تقاضے اور ضرورتیں ہیں، ان سب کو مناسب انسانی دائرے میں رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اور تلقین اور مشورے سے ان کو بہتر اور درست رکھنے سے کام لیا گیا ہے، اور طرز بیان ایسا رکھا گیا ہے جو دلوں کو کھینچے، اور انسان کے فطری تقاضے کی رعایت کے ساتھ ایک انسان کے دوسرے انسان سے تعلق میں باقاعدہ اور بہتر ومناسب طریقہ بتایا گیا ہے، اور سماجی زندگی کو بہتر اور صاف ستھرے طریقے سے چلانے کے لیے جو بہتر ہے اس کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ سماجی زندگی میں ایسا ٹکراؤ پیدا ہو جائے جو پریشانی کا باعث ہو تو اس کا بہتر سے بہتر حل بتایا گیا ہے، تاکہ خوش دلی کے ساتھ انجام سامنے آئے، عورت کو انسانی سطح پر مرد کے برابر قرار دیا گیا ہے، لیکن جسمانی طاقت اور صلاحیت اور نفسیاتی کیفیت کے لحاظ سے دونوں میں جو فرق ہے اس کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، معاشی لحاظ سے دولت کی آمد وخرچ کے بھی مفید اصول بتائے گئے ہیں، وہ آمدنی جو کسی فکر وکوشش کے عوض میں نہ ہو اس سے منع کیا گیا ہے، اس طرح سود اور جوے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور جس کے پیچھے کوئی فکر ومحنت ہو اس کو بہتر وپاکیزہ قرار دیا ہے، جیسے اجرت پر کام کرنا، تجارت، بیع وشراء، صنعت کا طریقہ اختیار کیا گیا اور صاحب مال کے دنیا سے رخصت ہونے پر اس کے مال کو ایسا مال نہیں قرار دیا گیا جسے کوئی بھی اپنی طاقت سے قبضہ کرے، بلکہ اس کو اس کے پسماندگان میں پسماندگان کے تعلق ونسبت کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا ہے، اس میں اولاد، ماں باپ اور ان کے موجود نہ ہونے کی صورت میں بھائی بہن اور بعض شکلوں میں دادا نانا، نانی دادی اور ایسے کسی قریبی رشتہ دار کے نہ ہونے کی صورت میں باپ کے خاندان کے افراد عصبہ کے طور پر وارث ہوتے ہیں۔

ماں باپ ہی دنیا میں انسان کے ظاہری وجود کا سبب ہیں، قرآن مجید نے بڑی قوت کے ساتھ ان کے حق کو بیان کیا ہے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے، اور کئی جگہ اللہ نے اپنے حق کے بعد ماں باپ کے حق کو بیان فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں جو شکلیں بیان کی گئی ہیں اس کی مزید وضاحت اور ان سے متعلقہ مزید پہلو احادیث نبوی میں جو دراصل وحی الٰہی سے حاصل شدہ ہیں یا قرآن مجید کی باتوں کی تشریح ہیں، بیان کر دیے گئے ہیں، قرآن مجید میں سورہ نساء میں اس مضمون کو خصوصیت سے بیان کیا گیا ہے، جو آمدنی نہیں کر پاتا اور اس کے پاس کوئی دوسرا چارہ کار نہیں اس کو غریب ومفلس کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امیر کی آمدنی میں غریب کا بھی حق رکھا ہے اور اس حق کی ادائیگی کو انسان کے اچھے اور نیک عمل کا ذریعہ بنایا ہے، اور قرآن مجید میں اس کا بار بار اور جگہ جگہ اس کی تلقین کی گئی ہے بلکہ اس کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ اپنی عبادت کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ





ضرورت مند کی مدد کی بھی تلقین جگہ جگہ کی گئی ہے، تاکہ انسانوں میں معاشی نابرابری جو کہ طبعی طور پر پیدا ہوتی ہے، اس کو قابل عمل حد تک کم کیا جا سکے، اور ظاہر ہے کہ محنت اور حکمت نہ اختیار کرنے والا محنت اور حکمت اختیار کرنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا، محنت کرنے والے کا حق بنتا ہے کہ محنت نہ کرنے والے کے مقابلہ میں اپنی محنت کے ثمرات حاصل کرے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اس کے نتیجہ میں جو معاشی نابرابری پیدا ہو رہی ہو اس کو آپس کے تعاون سے کم کیا جائے، اسی بنا پر ضرورت مندوں کی مالی مدد کو ضروری حد تک انجام دینے کو عبادت میں شمار کیا گیا، لیکن اتنا بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے کہ محنت کرنے والا اور محنت نہ کرنے والا برابر ہو جائے، قرآن مجید میں اسی طرح حسن سیرت اور حسن اخلاق کی بھی تلقین کی گئی ہے اور پاکیزہ سیرت اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے، اور ناپاک سیرت اور ظالمانہ طرز عمل کی سخت مذمت کی گئی ہے، اور کئی جگہ حسن اخلاق اور حسن سیرت کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ مضامین سورہ بنی اسرائیل میں، سورہ لقمان میں اور سورۂ حجرات میں تفصیل سے ملتے ہیں، واقعات کی روشنی میں بھی صحیح زندگی گذارنے کی جو تلقین کی گئی ہے اس کے مضامین بھی مختلف جگہوں پر دیکھے جا سکتے ہیں، خاص طور سے سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ اور سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے، اور اس میں بڑی رہنمائی کا سامان ہے۔

قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ رب العالمین نے اس کائنات کو اور تمام مخلوقات کو ایک اعلیٰ مقصد کے تحت بنایا ہے، اور انسان کو اس زمین پر اپنا نائب اور منتظم بنایا ہے، اور زمین میں اس کی ضرورت کی اشیاء اور ذرائع رکھ دیے ہیں اور یہ سب بامقصد ہے، کوئی تفریح اور کھیل نہیں ہے۔ اور انسان پر واضح کر دیا ہے کہ اسے یوں ہی بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے، اس کو ایک متعینہ مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے، اور صرف اسی کو نہیں، بلکہ کوئی چیز بھی اللہ نے یوں ہی بے فائدہ پیدا نہیں کی، انسان کی ضرورت اور فائدہ جس میں ہے، اس کو اس کا خالق سمجھتا ہے انسان کی ضرورت کے لیے جو چیزیں بنائی گئی ہیں وہ صاف طریقہ سے دیکھی جا سکتی ہیں، اور ان کو دیکھنے کی صورت میں ان کی مصلحت اور ان کے پیچھے جو مقصد ہے اس کو سمجھنے کی تلقین کی، زمین میں اور زمین کے اوپر جو طرح طرح کے انسانی فوائد رکھے گئے ہیں اور جس طرح ان کی افادیت رکھی گئی ہے ان کو سمجھنے اور اس کے مقصد کے لحاظ سے زندگی کو کامیاب بنانے اور سنوارنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جیسے زمین ہے اور پہاڑ ہیں، کھیتیاں ہیں، باغات ہیں، دریا ہیں، سمندر ہیں، ریگستان وصحراء ہیں جو دور تک چلے گئے ہیں، اور ان سے اوپر چاند و سورج ستارے سیارے ہیں ان سب کو دیکھنے اور ان کی اہمیت کو سمجھنے سے ان سب کے خالق کے سامنے احسان مندی اور اس کے شکر کی ترغیب ہوتی ہے، اور اللہ نے قرآن میں یہ بتایا کہ اللہ کی مخلوقات کس طرح اس کی تسبیح وتحمید اور کبریائی بیان کرتے ہیں ﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ ان سب کے تذکرے کا مقصد ہی یہی ہے کہ بندہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور اس کی حمد بیان کرے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور ساری مخلوقات کو اس کے لیے پیدا کیا، یہاں تک کہ فرشتوں سے اس کو سجدہ کرایا تاکہ اب یہ انسان اور کسی کے آگے نہ جھکے صرف اور صرف رب العالمین کے آگے جھکے، اور یہ بات اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ رب العالمین ایک ہے ﴿هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ اور پھر ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ اور یہ بھی ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ﴾ اور آیۃ الکرسی میں اور زیادہ وضاحت کے ساتھ توحید کو بیان کر دیا ہے قرآن مجید کا سب سے اہم موضوع یہی توحید ہے، اور دوسرے موضوعات قصص وحکایات اور احکام وعبادات سب میں یہی پہلو غالب ہے کہ اسی ایک اللہ کی بات ماننی ہے، اور اسی لیے نبیوں پر ایمان ہے اور ان کی باتوں پر یقین ہے کہ وہ اللہ کے حکموں کو اس کے بندوں تک پہونچاتے ہیں، اور ان کے ساتھ اللہ نے معجزات رکھے تاکہ بندوں کا یقین پختہ ہو، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ نے قرآن پاک کو معجزہ کی شکل میں بھی اتارا، اس کے بے شمار امتیازی اور اعجازی پہلو اور بہت سی خوبیاں بیان کی جا چکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے جب کہ چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، لیکن اس کا اصل مقصد انسان کی ہدایت اور رہنمائی ہے، اور انسانی نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے مختلف اور حسب ضرورت ہدایات دی گئی ہیں۔

انسان کو اس کے خالق ومالک نے بڑی متنوع طبیعت کا بنایا ہے، اس کا لحاظ قرآن مجید میں بڑے اچھے طریقہ سے ملتا ہے، اس میں انسان کو اس طرح

مخاطب کیا گیا ہے کہ اس کی طبیعت کے مختلف انداز کی بڑی رعایت ملتی ہے اور مخاطب کے مزاج کا جیسا انداز ہوتا ہے اس کو قرآن مجید میں اسی کے مطابق خطاب کیا گیا ہے، جس کی بنا پر بات مخاطب کے دل ودماغ کے ساتھ ساتھ دل پر بھی اثر انداز ہوتی ہے، اور انسان کی مذہبی تاریخ میں جو مختلف انداز کے حالات گذرے ہیں قرآن مجید کے خطاب سے احساسات وتاثرات کے نشیب و فراز کا اندازہ ہوتا ہے جو اولین مخاطبین سے لے کر بعد میں آنے والے سب انسانوں کی کیفیات سے مطابقت رکھتے ہیں، ایسے نمونے قرآن مجید میں ضرورت کے مطابق ملتے ہیں جن کے ذریعہ انسان کی دینی واخلاقی درستگی کے لیے رہنمائی کرنے والے بڑے موثر اور متنوع پہلو سامنے آتے ہیں، اوران سے کلام الٰہی کی عظمت وافادیت کا نقشہ سامنے آتا ہے، امید ہے کہ ان پہلوؤں کا تذکرہ قارئین کے لئے تاثر اور کلام الٰہی سے استفادہ میں معاون بنے گا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے، اور قرآن مجید کی عظمت کا احساس بڑھانے میں مفید بنائے۔

محمد رابع حسنی ندوی

مسجد نبوی شریف، مدینہ منورہ

۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ/ ۲۶ر جون ۲۰۱۲ء

[یہ مضمون دراصل حضرت مولانا کی شاہ کار تصنیف ''قرآن مجید انسانی زندگی کا رہبر کامل'' کا پیش لفظ ہے جو نفع عام کی غرض سے ''تعمیر حیات'' کے صفحات میں شائع کیا گیا، اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق سے نوازے، آمین]

☆☆☆☆☆

# امام وخطیب حرم مکی شیخ محمد بن عبداللہ السبیل کی رحلت

## حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا تعزیتی خطاب

ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ بہار وبنگال کے سفر پر تھے کہ حضرت والا کو سابق صدر امور حرمین شریفین وامام حرم مکی علامہ محمد بن عبداللہ السبیل کی رحلت کی خبر ملی، امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ، پھلواری شریف، پٹنہ تشریف آوری پر امارت کے دفتر میں مورخہ ۱۸ر دسمبر ۲۰۱۲ء/ ۳ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ کو امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین کی صدارت میں ایک تعزیتی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں حضرت ناظم ندوۃ العلماء نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی، حضرت مولانا نے شیخ سبیل کے انتقال پر دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''شیخ محمد بن عبداللہ السبیل ایک بڑے عالم دین تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں امور حرمین شریفین کی نسبت سے عظیم منصب سے نوازا تھا، حرم مکی کے امام وخطیب ہونے کے ساتھ ساتھ وہ امور حرمین شریفین کے رئیس ونگراں بھی تھے، اپنے عہد میں حرمین شریفین کے نظم وانتظام کو حددرجہ معیاری بنایا، وہ اپنی دینداری اور معتدل مزاجی کے وجہ سے سرزمین حجاز اوراس کے باہر قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، میانہ روی، اعتدال پسندی اور تواضع وانکساری اس درجہ تھی کہ ملکی وعالمی شخصیات سے براہ راست ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی دینی وعلمی شخصیت کے بے حد معترف ومداح تھے، وہ اکثر سفر حجاز کے موقع پر حضرت مولاناؒ کی قیام گاہ پر خود تشریف لاتے، اوراس نسبت سے مجھ سے بھی محبت کرتے تھے، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے وصال پر حرمین شریفین میں غائبانہ نماز جنازہ آپ کی تحریک وتائید پر پڑھی گئی، چند سال قبل مرحوم کے صاحبزادے عمر بن عبداللہ السبیل ایک حادثہ میں جاں بحق ہوگئے جو خود بھی امام حرم تھے، اس حادثہ سے شیخ کو بڑا گہرا صدمہ ہوا، جس کی وجہ سے اکثر ان پر افسردگی طاری رہتی تھی، اب وہ خود اللہ کو پیارے ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بلاشبہ ہمارے درمیان سے ایک محبوب ترین شخصیت اٹھ گئی، اللہ ہم سب کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے''۔

امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین نے اس سانحہ پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور فرمایا کہ: ان کے قرآن پڑھنے کا انداز بڑا نرالا تھا، جب وہ تلاوت کرتے تو سامعین کا دل کھنچا چلا آتا۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ: شیخ محمد بن عبداللہ السبیل جیسے حضرات برسوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور شاید انہیں جیسی علمی شخصیات کے بارے میں شاعر نے کہا ہے ؎

جو بادہ کش تھے پرانے اٹھتے جاتے ہیں  کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے بھی اظہار تعزیت کیا اور امام مرحوم کی متنوع علمی، دینی، دعوتی اور فکری صلاحیتوں کا تذکرہ کیا۔ اس نشست میں مولانا سید محمد واضح رشید ندوی معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ، جناب شاہد حسین، مولانا محمود حسن حسنی ندوی، مولانا سید سبحان ثاقب ندوی اور ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ کے علاوہ شہر کے معزز حضرات کی ایک تعداد شریک تھی، حضرت امیر شریعت کی دعا پر یہ نشست ختم ہوئی۔

سفر سے واپسی کے بعد حضرت ناظم ندوۃ العلماء نے ۹ر صفر ۱۴۳۴ھ کو مرحوم امام محترم کے صاحبزادگان اور حال صدر ونگراں امور حرمین شریفین، امام وخطیب حرم مکی شیخ عبدالرحمٰن السدیس کے نام دو الگ الگ تعزیتی خطوط ارسال فرمائے، ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں شیخ سبیل پر حضرت والا کا مضمون بھی شائع ہوگا۔

اللہ تعالیٰ امام مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، قائین ''تعمیر حیات'' سے دعائے مغفرت درخواست ہے۔

☆☆☆





عالمی منشور

# حقوق انسانی - اسلامی نقطۂ نظر

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

ہر سال دسمبر کی ۱۰ر تاریخ کو پوری دنیا میں حقوق انسانی کا دن منایا جاتا ہے، کیونکہ یہ وہ دن ہے جب عالمی جنگ کی تباہی کے بعد دنیا کی متمدن قوموں نے ایک بین الاقوامی اعلامیہ (Human Rights Charter) جاری کیا تھا جس میں عہد لیا گیا تھا کہ انسانی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے گی، اور انہیں ہر طرح کا تحفظ فراہم کیا جائے گا، انسانوں کے درمیان کسی قسم کی نسلی، وطنی، مذہبی یا تہذیبی تفریق نہیں کی جائے گی؛ بلکہ ایسا ماحول فراہم کرنے کی کوشش کی جائے جس میں ہر انسان کو آزادی حاصل ہو، کسی کے احساسات وجذبات کو ٹھیس نہ پہنچے، اور اس کے مذہب وعقیدہ کے ساتھ کھلواڑ نہ کیا جائے، بلکہ انسانیت کا احترام کیا جائے اور انسان کے جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔

یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ اب انسان کو آزادی نصیب ہوگی، اس کے جان ومال کا تحفظ کیا جائے گا، اور ظالموں کے چنگل سے بے کس مظلوموں کو رہائی ملے گی، لہٰذا اس اعلان کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور مسلمانوں نے بھی بڑھ کر اس کا استقبال کیا؛ کیونکہ اس وقت مسلمان فوجی، فکری اور تہذیبی حملوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے، اور بڑی قربانیوں کے بعد انہیں آزادی نصیب ہوئی تھی، لیکن اس آزادی کے حصول کے بعد بھی ان کے ذاتی امور میں مداخلت جاری رہی۔

لہٰذا اس اعلامیہ کا استقبال کرنا ان کی فطرت کے عین مطابق تھا، اوران کا مذہب بھی انہیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ انسانیت کا احترام واکرام کریں اور انسان کی صرف جسمانی حفاظت نہ کریں؛ بلکہ اس کے احساسات وجذبات کا بھی لحاظ رکھیں، قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اس طرح کی تعلیمات بکثرت موجود ہیں ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾ (ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور، بحر وبر دونوں میں سوار کیا، اور عمدہ قسم کا رزق فراہم کیا، اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی)۔ [الاسراء: ۷۰]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''خدا کی مخلوق خدا کا کنبہ ہے، اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے''۔ [رواہ البیہقی]

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا! اے ابن آدم! میں بیمار پڑا مگر تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں آپ کی عیادت کیسے کرتا، آپ تو رب العالمین تھے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا! میرا فلاں بندہ بیمار تھا مگر تم نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو تم مجھے اس کے پاس پاتے، اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تم نے مجھے نہیں کھلایا! بندہ کہے گا اے میرے رب! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا؟ آپ تو رب العالمین تھے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم نہیں جانتے کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا مانگا مگر تم نے اسے کھانا نہیں دیا، کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اگر تم اسے کھلاتے تو تم مجھے اس کے پاس پالیتے، اے ابن آدم! میں نے تم سے پانی مانگا تو نے مجھے نہیں پلایا! بندہ کہے گا اے میرے رب! میں کیسے آپ کو پانی پلاتا، آپ تو رب العالمین ہیں؟ اللہ فرمائے گا: تم سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا مگر تم نے اسے نہیں دیا، اگر تم اسے پانی پلاتے تو تم مجھے اس کے قریب پاتے''۔ [رواہ مسلم]

اسلام حقوق انسانی اور کرامت انسانی کی پاسداری اتنی کرتا ہے کہ تمسخر، استہزاء اور طعن وتشنیع کی بھی اجازت نہیں دیتا، قرآن کریم صراحت کے ساتھ اعلان کرتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ، وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾ [سورۃ الحجرات: ۱۱-۱۲]۔

(اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں، ممکن ہے کہ وہ ان

سے اچھی ہوں، اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے، اور جو توبہ نہ کریں، وہ ظالم ہیں، اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو، کہ بعض گمان گناہ ہیں، اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرے گا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا خوف رکھو، بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے) [سورۃ الحجرات:۱۱-۱۳]

اسلام قومیت اور عصبیت کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان تفریق کرنے سے روکتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ، إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [سورہ حجرات:۱۳] اے لوگوں ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم کو مختلف کنبوں اور خاندانوں میں بانٹ دیا تا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ جاننے والا اخبر رکھنے والا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں تھے کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو گھونسہ مار دیا، تو انصاری نے انصاریوں سے فریاد کی اور مہاجر نے مہاجرین کو پکارا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن لیا اور فرمایا یہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے کہا: ایک مہاجر نے ایک انصاری کو گھونسا مار دیا تو انصاری نے انصاریوں کو پکارا اور مہاجر نے مہاجرین سے فریاد کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، یہ بدبودار اور گندی چیز ہے"۔ [رواہ مسلم]

ایک دوسرے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا مورث اعلیٰ بھی ایک ہے، سب آدم کی اولاد ہیں، اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے مکرم وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے، کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت صرف تقویٰ ہی کی بنیاد پر دی جا سکتی ہے"۔ [کنز العمال]

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی عصبیت اور آباء پر فخر کرنے کو ختم کر دیا ہے، انسان یا تو مومن متقی ہے یا فاجر بدبخت، سب آدم کی اولاد ہیں، اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر تقویٰ کی بنیاد پر"۔ [رواہ الترمذی]

اسلام نے کرامتِ انسانی کو مجروح کرنے والے اسباب ووسائل پر ہی قدغن لگا دی ہے اور ان پر پابندی عاید کر دی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (جس نے کسی کو ناحق قتل کیا یا زمین میں فساد مچایا تو گویا کہ اس نے پوری انسانیت ہی کو قتل کر دیا اور جس نے کسی نفس کو زندگی بخشی تو گویا کہ اس نے پوری انسانیت کو زندگی عطا کی)۔ [المائدۃ:۳۲]

اس تکریم میں عقیدہ کا بھی احترام شامل ہے:

اس لیے کہ اسلام نے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو برا بھلا کہنے، ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے اور دوسرے مذاہب کی مقدس ومحترم ہستیوں کے سلسلے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے منع کیا ہے، قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ﴾ (رسول رب کی طرف سے نازل ہونے والے احکام پر ایمان لے آئے اور ایمان والے بھی، سب کے سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے)۔ [البقرۃ:۲۸۵]

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ مذکور ہے: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ جو لوگ خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں ان کو برا بھلا مت کہو، ورنہ وہ نادانی ودشمنی میں خدا کو برا بھلا کہیں گے، اسی طرح ہم نے ہر قوم کے عمل کو مزین کر دیا ہے، پھر سب کے سب اپنے پروردگار کے پاس لوٹ آئیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کو بتلا دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ [الأنعام:۱۰۸]

اسلام اقتصادیات میں بھی شرافت انسانی کی تذلیل وتوہین سے منع کرتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں بہت سی آیتیں ہیں جو لوگوں کو اس بات پر ابھارتی ہیں کہ فقراء ومساکین پر اپنا مال خرچ کریں اور دوسروں کو ترجیح دیں۔

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (اور وہ خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں ضرورت ہو، اور جو حرص وہوس سے بچا لئے گئے وہی لوگ کامیاب ہیں) [الحشر:۹]



ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾ اور باوجودیکہ انہیں کھانے کی چاہت اور خواہش ہو وہ مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ [الانسان:۸]

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور عام انسانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے سلسلے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں حتی کہ جانوروں اور چوپایوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: آسانیاں پیدا کرو، سختی مت کرو، خوشخبری کے پیامبر بنو، متنفر کرنے والے مت بنو۔ [متفق علیہ] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان فرض کیا ہے، تو جب تم قتل کرو تو اچھی طرح کرو، اور جب ذبح کرو تو خوش اسلوبی سے ذبح کرو، تم کو اپنی چھری تیز کر لینی چاہئے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے۔ [رواہ مسلم]

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے حقوق کے متعلق اتنی تاکید کی کہ صحابہ کرامؓ نے یہ خیال کر لیا کہ ہمارے زائد مال میں ہمارا حق ہی نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی ایک سواری پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس کو دیدے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد کھانا ہو وہ اس کو دیدے جس کے پاس نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مال کا تذکرہ کیا حتی کہ ہم نے یہ خیال کر لیا کہ زائد مال میں ہمارا حق ہی نہیں ہے۔ [رواہ مسلم]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات اور وصیتوں پر غور کیا جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کو کیا کرتے تھے تو معلوم ہوگا کہ اسلام ہر حال میں شرافت انسانی کا خیال رکھتا ہے، جب مجاہدین اللہ کی راہ میں نکلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کرتے: "اللہ کے نام سے چلو، اللہ پر ایمان و اعتماد رکھو، اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت کے ساتھ، تم لوگ کسی بوڑھے کو قتل مت کرنا، اور نہ ہی بچے کو، اور نہ ہی عورت کو، اور خیانت نہ کرنا، اور اپنے مال غنیمت کو پرکھنا، اور اصلاح کا کام کرنا، اور حسنِ سلوک کرنا، اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو پسند فرماتا ہے"۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی معاہد کو قتل کر دیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، اور جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پہلے ہی آنے لگتی ہے۔ [رواہ البخاری] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! جس نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا، یا اس کی طاقت سے زیادہ کا اس کو مکلف بنایا، یا اس کی کوئی چیز اس کی رضامندی کے بغیر لے لی تو میں قیامت کے دن اس کے آڑے آجاؤں گا۔ [رواہ ابوداؤد]

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم سے بچو، اسلئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ [رواہ مسلم] اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم سب حقدار کا حق ادا کرو گے یہاں تک کہ بے سینگ بکری کا حق سینگ والی بکری سے دلایا جائے گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ کی ممنوعہ چیزوں سے اجتناب کرے۔ [متفق علیہ]

اسلام نے سیاست کے باب میں بھی عدل و انصاف اختیار کرنے کی تاکید کی ہے حتی کہ بدسلوکی کرنے والے کے ساتھ بھی عدل کرنے کا حکم دیا ہے: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (کسی قوم سے اس بات کا بغض کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کا معاملہ کرو اور تم لوگ تقویٰ اور نیکی کے کام میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ [المائدۃ:۲]

اور قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ اے ایمان والو! اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کیساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی قوم کی دشمنی تم کو انصاف کی ڈگر سے ہٹا نہ دے، عدل و انصاف سے کام لو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے،

اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے۔[المائدۃ:۸]

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم کی دعا سے بھی آگاہ کیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ان کو ہدایت دی کہ مظلوم کی دعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دعا اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ اسی طریقے سے آپؐ نے ایک ایسے حربی کے قتل کیے جانے پر اپنی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا، جس نے تلوار کا وار دیکھتے ہی کلمہ شہادت پڑلیا تھا، روایت کی جاتی ہے کہ حضرت ابو درداءؓ نے ایک آدمی کو قتل کردیا اور قتل کرنے کے وقت اس نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا، چنانچہ اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا کہ اس نے بچنے کے لئے ایسا کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟؟۔[تفسیر ابن کثیر]

قرآن کریم اور حدیث شریف میں انسانوں کے حقوق کی پاسداری اور بغیر کسی تفریق و امتیاز کے انسان کا احترام مرکزی موضوع کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا﴾ (اے لوگو اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں کے ذریعہ بہت سے مرد و عورت کو پیدا کیا، اور اس اللہ سے ڈرو جس کے سامنے تم دست سوال دراز کرتے ہو اور رشتہ داری کا خیال رکھو، بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہے، اور یتیموں کو ان کا مال دیدو اور اچھے مال کے بدلے میں خراب مال نہ دو، اور اپنے مالوں کو ان کے مالوں کے ساتھ ملا کرمت کھاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے)۔[سورہ نساء:۱-۲]

اسلام کی آمد سے پہلے انسان انفرادی، اجتماعی، سیاسی اور معاشی مفادات کی وجہ سے ظلم و ستم کا سامنا کررہا تھا، اور خاص طور سے رومی سلطنت اور کلیسا کے دور جبر و استبداد میں انسان مذہبی مفادات کا نشانہ بنا ہوا تھا، اور زندگی کے ہر میدان میں وہ مصائب و مشکلات سے جوجھ رہا تھا، محض شبہ اور جھوٹی تہمت کی بنیاد پر سخت ترین سزاؤں کا سامنا کررہا تھا، بلکہ اسے رجوع یا توبہ کرنے کی بھی مہلت نہیں دی جاتی تھی، قرون وسطیٰ میں انسان سیاسی اور معاشی مظالم کا شکار تھا، اور تاریخ اس پر شاہد ہے۔ مغربی سامراج کے عہد میں انسانیت قسم قسم کے مظالم اور انسانیت سوز فتنوں سے دوچار ہوئی ہے، اور یورپ میں ایسے افکار و نظریات نے سر اٹھایا، جو انسانی شرافت کے قائل نہیں تھے؛ بلکہ ان کا مطمح نظر صرف یہ تھا کہ طاقت و قوت اور غلبہ حاصل کیا جائے اور کمزوروں اور مظلوموں پر حکومت کی جائے۔

اس تناظر میں یہ اعلان اس لائق تھا کہ وہ قومیں بڑھ کر اس کا استقبال کریں جو جنگوں سے نڈھال تھیں اور خاص طور سے مسلمان جن کے ملکوں پر مغربی سامراج کی یورش جاری تھی اور ان کے عقیدہ، دین اور تہذیب و تمدن پر حملے ہورہے تھے۔

لیکن اس اعلان کے بعد کا زمانہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اعلان میں شامل تمام حقوق کی تنفیذ عمل میں نہیں آئی، بلکہ یہ زمانہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اعلان صدا بصحرا ثابت ہوا، خاص طور سے مسلمانوں کے حقوق کی علانیہ پامالی کی جاتی رہی۔

مسلمان دنیا کے مختلف گوشوں میں جن مصائب و مشکلات کا سامنا کررہے ہیں، اور کس طرح ان کے حقوق پامال کیے جارہے ہیں اور ان کے دینی شعائر اور مقدسات کی توہین کرکے ان کے جذبات کو مجروح کیا جارہا ہے، یہ سب سیاست دانوں اور میڈیا سے مخفی نہیں ہے، لیکن ان پامالیوں پر اقوام متحدہ اور اس کی ایجنسیاں اور تنظیمیں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں، حالات و واقعات شاہد ہیں کہ عالمی حقوق انسانی منشور جاری ہونے کے بعد ہی سے مسلمانوں کی عزت و آبرو سے کھلواڑ کیا جارہا ہے، ان کے حقوق دبائے جارہے ہیں، ان کے اموال پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے، ان کے علاقوں پر قبضہ کیا جارہا ہے، ان کا شیرازہ منتشر کیا جارہا ہے اور ان کے گھروں کو مسمار کیا جارہا ہے، اور مسلمان دنیا کے مختلف حصوں میں انسانی المیوں سے دوچار ہیں، ان کے عقائد و مسلمات کی توہین کی جارہی ہے، ان کی تہذیب و ثقافت اور مقدس مقامات پر حملے کیے جارہے ہیں، اور سب سے مقدس و مکرم ہستی جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے جبکہ یہی وہ ہستی مبارک ہے جس نے ایسے وقت میں شرافتِ انسانی کا درس دیا جبکہ دنیا تہذیب و ثقافت سے دور ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی۔

دنیا میں حقوق انسانی کی حفاظت کے لیے





بہت سی تنظیمیں قائم ہیں؛ لیکن یہ تنظیمیں مسلمانوں کے تعلق سے غیر مؤثر ثابت ہوئی ہیں، لہٰذا دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں پر حملے کیے جارہے ہیں اور دنیا کے نقشے سے ان کے وجود کو مٹانے کی کوششیں کی جارہی ہیں؛ لیکن عالمی میڈیا حقائق کو چھپانے کا کام کرتا ہے یا ان حملوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے تاویلیں پیش کرتا ہے، نیز اسلام اور مسلمانوں سے نفرت پیدا کرنے کے وسائل اختیار کیے جارہے ہیں اور ان کو بدنام کرنے کے لئے جھوٹے الزام تراشے جارہے ہیں، لیکن اس سب کو حقوق انسانی کی پامالی اور خلاف ورزی نہیں کہا جاتا، بلکہ آزادی رائے کی بنیاد پر سب جائز ٹھہرایا جاتا ہے!!

حقوق انسانی کا جشن اس بات کا متقاضی ہے کہ حقوق انسانی کے تمام قوانین کو بغور پڑھا جائے، دنیا کی مختلف قوموں کے حالات کا باریکی سے حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے، اس اعلان کو مستحکم کرنے اور پوری دنیا میں بلا تفریق مذہب و ملت نافذ کرنے کے وسائل اختیار کیے جائیں اور حقوق انسانی کی قرارداد میں شامل تمام حقوق کی حفاظت کے لئے کاروائیاں کی جائیں، اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزائیں دی جائیں، حقوق انسانی کمیشن کو خود مختار اور فعال ادارہ بنایا جائے اور اس کی سفارشات اور کارروائیوں کو یقینی بنائے ورنہ اس ادارہ کی کیا افادیت؟؟

(ترجمہ از عربی: تجمل حسین بستوی)

☆☆☆☆☆

## جناب سید حسن حسنی معروف بہ "بھائی صاحب" انتقال فرماگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون، للہ ما أخذ وله ما أعطىٰ و كل شيء عنده بمقدار

☆"بھائی صاحب"! مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے برادر اکبر، مربی اور فرشتہ صفت انسان ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے حقیقی نواسے اور حال ناظم ندوۃ العلماء و صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ و معتمد تعلیم ندوۃ العلماء جناب مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی ماموں زاد بہن کے نور چشم اور حضرت مولانا کے بڑے بھائی، علم و تحقیق، تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ، صاحب دل بزرگ اور طبع زاد شاعر حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ کے داماد، ناظر عام ندوۃ العلماء جناب مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی کے بہنوئی حسن صاحب دل کے مریض تھے، شکر بھی بڑھی ہوئی تھی، علاج و معالجہ کے سارے اسباب اختیار کرنے کے باوجود مرض بڑھتا ہی رہا، ادھر کئی ماہ بڑی تکلیف و آزمائش کے گذار کر ۲ر جنوری ۲۰۱۳ء/ ۱۹ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بروز بدھ خاتون منزل، حیدر مرزا روڈ، گولہ گنج لکھنؤ میں اپنے مالک حقیقی سے جاملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بڑی مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے، ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا، پڑھے لکھے اکثر حضرات سے ان کے بڑے اچھے مراسم تھے، ان کی پہلی نماز جنازہ مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء جناب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کی امامت میں احاطہ دار العلوم ہی میں ادا کی گئی، جنازہ میں اعزاء و اقرباء، اہل تعلق اور اساتذہ و طلبہ کے علاوہ شہر کے علمی، ملی، سماجی حلقوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔

دوسری نماز جنازہ مرحوم کے آبائی وطن تکیہ کلاں، رائے بریلی میں ہوئی اور وہیں آبائی قبرستان "مدفن اولیاء وصلحاء" ہی میں عمل میں آئی، یہاں عشاء بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور نو بجے رات میں تدفین ہوئی، شدید سردی کے باوجود نماز جنازہ و تدفین میں قرب و جوار اور اطراف کے علماء و طلباء مدارس اور عوام الناس کے علاوہ شہر لکھنؤ اور دور دراز کے اہل تعلق خاصی تعداد میں شریک ہوئے اور نم آنکھوں کے ساتھ مرحوم کو سپرد خاک کیا، پسماندگان اور خانوادہ حسنی کے بزرگوں سے اظہار تعزیت کیا۔

مرحوم نے تعلیم کی تکمیل کے بعد تجارت کا پیشہ اپنایا، وہ عقیدۂ توحید پر سختی سے عمل پیرا تھے، ہر موقع پر مسلمانوں کے مفاد کو عزیز رکھتے، بڑے غریب پرور، نیک، دیندار، خوش اخلاق، سادگی پسند اور اعلیٰ اوصاف و کردار کے حامل تھے۔

مرحوم نے تین صاحبزادے (مولانا محمود حسن حسنی ندوی، نائب مدیر "تعمیر حیات" لکھنؤ و استاذ مدرسہ ضیاء العلوم، میدان پور رائے بریلی، مولانا مسعود حسن حسنی ندوی استاذ و معاون مفتی دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، مولانا منصور حسن حسنی ندوی، استاذ مدرسہ مظہر الاسلام بلوچپورہ، لکھنؤ) اور دو صاحبزادیاں یادگار چھوڑیں، سب صاحب علم و تقویٰ اور تعلیم و تربیت کی خدمت میں ہی مشغول ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل، ہمت اور ثبات و استقامت عطا فرمائے۔

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆ تقریباً ایک ماہ قبل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی اہلیہ محترمہ کے بھتیجے جناب مصباح النبی کی وفات ہوئی تھی اور کچھ ہی دنوں بعد حسن صاحب بھی مالک حقیقی سے جاملے، ان کے انتقال کے دوسرے ہی دن یعنی ۳ر جنوری کو جناب مصباح النبی مرحوم کی ہمشیرہ بھی آخرت کو سدھار گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ رب العزت سب کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، ادارہ "تعمیر حیات" خانوادۂ حسنی سے اظہار تعزیت اور جملہ قارئین سے دعائے مغفرت و ایصال ثواب کی درخواست کرتا ہے۔ ☆☆☆

نجوم تاباں

# عظمت صحابہؓ اور مشاجرات میں راہ اعتدال

مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

خالق کائنات نے پوری دنیا کی رشد وہدایت، صلاح وفلاح، دنیوی واخروی سعادت، کامیابی و کامرانی کے لیے ایک مکمل دستور حیات اور جامع نظام زندگی امام الانبیاء، مولائے کل، دانائے سبل، ختم الرسل کو عطا فرمایا، اور اس کی حفاظت وصیانت، نشر واشاعت، تشہیر وترویج کی ذمہ داری پوری امت کے کاندھوں پر ڈالی، اور اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کا مکلف سب سے افضل، سب سے پاکباز، پاک نفس، مقدس، معظم، جامع کمالات، قدسی صفات گروہ کو بنایا جو اتفاقی طور پر وجود میں نہیں آیا، بلکہ حق جل جلالہ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت منتخب فرمایا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"ان اللہ نظر فی قلوب العباد فنظر قلب محمد فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد ﷺ فوجد أصحابہ خیر قلوب العباد فاختارھم لصحبۃ نبیہ ونصرۃ دینہ"۔ [الدرۃ المضیۃ: ۲/۲۵]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے (رسالت ونبوت کے لیے) بندوں کے قلوب پر نظر انتخاب ڈالی تو ان میں سب سے بہتر قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، پھر دوبارہ بندوں کے قلوب پر نظر انتخاب ڈالی اور قلب محمد کے بعد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو سب سے بہتر وافضل پایا تو ان کو حضور اکرم کی صحبت ورفاقت، دین کی صیانت وحفاظت اور نصرت وحمایت کے لیے منتخب فرمایا پھر نبی کریمؐ نے اس گروہ میں ایمان بالغیب اور ایمان بالآخرۃ پیدا کیا، جس نے ان کے ذہن ودماغ، سیرت وکردار، اخلاق وزندگی اور سیاست ومعیشت کو ایک نئے سانچہ میں ڈھال دیا تھا، عسر ویسر، کامیابی وناکامی، فقر وفاقہ، تنگی وخوشحالی اور امارت وحکومت میں بے تکلف اسی کا اظہار ہوتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی تربیت سے ان کے قلوب میں بے پناہ طہارت وپاکیزگی، علوم میں گیرائی وگہرائی، ان کی زندگیوں میں سادگی وبے تکلفی، ان کی سیرت وکردار، ان کے اخلاق وعادات میں اعتدال اور ان کے احوال میں حسن وجمال پایا جاتا تھا، یہ نبی کی کیمیا اثر صحبت کا نتیجہ تھا کہ عرب کے بدو جاہل اور ناخواندہ لوگ دنیائے علم کے قائد اور مسند معرفت کے صدر نشیں بن گئے، معلم کامل، ہادی اعظم، صادق ومصدوق کی نظر کا کمال یا معجزہ تھا کہ جن کی سرشت میں شراب نوشی، حرام خوری، زناکاری، جبر وتشدد، ظلم وستم، سفاکی وخونریزی، قتل وغارت گری، جنگ وجدال، لوٹ مار، چوری وڈاکہ زنی، بے راہ روی وبے اعتدالی، جھوٹ، فریب، دھوکہ دہی اور اوہام پرستی جیسی صفات ذمیمہ پائی جاتی تھیں وہ لوگ نہ یہ کہ یکسر بدل گئے، بلکہ قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے معلم، ہادی، رہبر اور مسیحا بن گئے۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

صحابہ کرامؓ کی یہ چنندہ، برگزیدہ ومقدس جماعت جو تقویٰ وطہارت، خلوص وللّٰہیت، زہد وقناعت، توکل وانابت، جود وسخا، ایثار وقربانی، امانتداری ووفاشعاری، ہمدردی وخیر خواہی، عفت وپاکدامنی، دیانتداری وجانبازی میں اپنی مثال آپ تھی، جو دن کے شہسوار، رات کے عبادت گزار، باطل کے لیے سیل رواں، اور حق کے لیے حریر وپرنیاں، سربلندی اسلام کے لیے پرعزم جواں، دعوت وتبلیغ کے لیے پیہم رواں، خشیت الٰہی سے ہمہ دم لرزاں، یعنی وہ سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جانثار، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، جن کی جماعت اپنے خالص ایمان، عظیم اخلاص، اللہ اور اس کے رسولؐ کی دفاع میں اپنی جانی ومالی بے نظیر قربانیوں، اس کے دین کی تشہیر وتبلیغ، نشر واشاعت اور ترویج میں آخری درجہ کی پریشانیوں وجانفشانیوں اور دین کی بہترین اور لائق تقلید خدمات اور کلمہ الٰہی کے سرفرازی کے لیے زبردست کارناموں کے سبب ایسے مقام ومرتبہ پر پہنچی کہ عرش کا رب اس جماعت سے اس قدر راضی ہوا کہ اس نے اپنی ابدی رضا اور خوشنودی کا اعلان اپنی زندہ جاوید کتاب قرآن کریم میں کیا۔

﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [سورۃ التوبہ آیت/۱۰۰]

ترجمہ: مہاجرین وانصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی، نیز وہ لوگ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کا اتباع کیا اللہ ان سے راضی ہوا، وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

ان کے سچے مومن ہونے کی اللہ نے قرآن میں شہادت دی ہے: "هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا". [سورۃ الانفال، آیت/۴۷]

"لَّهُمْ رِزْقٌ وَأَجْرٌ كَرِيمٌ" وہی سچے مومن ہیں ان کے لیے مغفرت اور بہترین رزق ہے۔

"وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُوْلَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ". [سورۃ الحجرات، آیت/۷]

اس آیت میں جہاں صحابہ کرام کے دلوں میں ایمان کے محبوب ومرغوب کئے جانے اور کفر وفسق اور طغیان کو مبغوض کئے جانے کا ذکر ہے وہیں ان کو "أُوْلَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ" کہہ کر راہ استقامت پر ہونے کی شہادت بھی دی گئی ہے۔

قرآن میں جابجا ان کے ایمان کو معتبر کامل اور اسوہ ونمونہ قرار دیا گیا ہے:

"فَإِنْ آمَنُواْ بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَواْ"۔ [سورۃ البقرۃ، آیت/۱۳۷]

اگر یہ لوگ (غیر مسلم) اسی طرح ایمان لے آئیں، جیسے تم (صحابہ) ایمان لائے ہو تو انہیں ہدایت مل جائے گی۔

"أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّن رَّبِّهِ" [سورۃ الزمر، آیت/۲۲]

اس آیت میں اولین مصداق صحابہؓ ہیں، اس میں ان کے کمال ایمان اور عقیدۂ حق پر ان کے شرح صدر واطمینان کو بیان کیا گیا ہے، اور کبھی "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" [سورۃ الفتح، آیت/۲۹] سے ان کے دینی مزاج اور افتاد طبع کا تذکرہ کیا گیا ہے، تو کبھی "تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً" سے ان کی عبادت وریاضت کو سراہا گیا۔ کبھی ان کو خیر امت، یا امت وسط کے لقب سے ملقب کیا گیا تو کبھی "وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى" کے ذریعہ تمام مہاجرین وانصار سے جنت کا وعدہ کیا گیا، کبھی "وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى" سے ان کے اصطفاء اور انتخاب کا اعلان کیا گیا تو کبھی "يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ" کے ذریعہ نبی اور ان کے اصحاب کو محشر کی ذلت ورسوائی سے صیانت وحفاظت کا پروانہ دیا گیا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا "أنتم الیوم خیر أھل الارض" [الدرۃ المضیۃ: ۲/۲۵] تم آج اس روئے زمین پر سب سے بہتر انسان ہو۔

بے شمار احادیث شریفہ میں نبی کریمؐ نے صحابہؓ کے مناقب وفضائل بیان فرمائے ہیں جو ان کے اعلیٰ وارفع اور افضل ہونے پر دال ہیں، ان کی محبت عین محبت رسول ہے، ان کی شان میں ادنیٰ لب کشائی ناقابل عفو جرم ہے، ارشاد نبوی ہے:

"اللہ اللہ فی أصحابی، لاتتخذوھم غرضاً من بعدی، فمن أحبھم فبحبی أحبھم، ومن أبغضھم فببغضی أبغضھم ومن آذاھم فقد آذانی، ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک أن یأخذہ"۔ [سنن ترمذی: ۳۸۶۲]

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں، ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی، قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے۔

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لاتسبوا أصحابی فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذھباً مابلغ مد أحدھم ولا نصیفہ". [صحیح بخاری: ۳۶۷۳]

میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کردے تو ان کے ایک مد جو کے برابر نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشیر۔

ایک حدیث میں ہے: "اذا رأیتم الذین یسبون أصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیٰ شرکم" [سنن ترمذی: ۳۶۶۶]

ترجمہ: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو تم ان سے کہو: تم میں سے جو برا ہو اس پر اللہ کی لعنت۔

اس جماعت کا ہر فرد آفتاب وماہتاب ہے:

"أصحابی کالنجوم، فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم" [مشکوۃ/۵۵۴] "اکرموا أصحابی فانھم خیارکم" [مشکوۃ ۳/۵۵۴] میرے صحابہ کا اعزاز واکرام کرو، وہ تم میں سب سے بہتر ہیں۔

## مشاجرات میں راہ اعتدال

حاصل کلام یہ کہ انبیاءؑ کے بعد یہ چنندہ، منتخب وممتاز جماعت انسانی دنیا کی سب سے حسین وجمیل

اور دلآویز جماعت ہے، اس کا ہر ہر فرد تربیت، صحبت اور فیض نبوی کی وجہ سے نبوت کا شاہکار اور پوری نسل انسانی کے لیے باعث شرف اور لائق صد افتخار ہے اور بقول حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ:
(دو متضاد تصویریں: ص/۱۸ و۴۲)

"انسانیت کے مرقع میں بلکہ اس پوری کائنات میں پیغمبروں کو چھوڑ کر اس سے زیادہ حسین و جمیل، اس سے زیادہ دلکش اور دلآویز تصویر نہیں ملتی، جو صحابہؓ کی زندگی میں نظر آتی ہے، صحابہ کرامؓ کی جماعت ایک ایسا انسانی مجموعہ ہے جس میں نبوت کے اعجاز نے متضاد انسانی کمالات پیدا کر دیئے تھے، ان کا معاشرہ جس کی بنیاد صحبت نبوی، تربیت ایمانی اور تعلیمات قرآنی پر تھی ایک بے خار انسانی گلدستہ تھا جس میں ہر پھول اس کے لیے باعث زینت تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرامؓ ان تمام عظمتوں، اطاعتوں اور قربانیوں سے آراستہ اور صفات عالیہ واوصاف حمیدہ سے متصف ومزین ہونے کے باوجود بشری تقاضوں سے خالی وعاری نہیں تھے اور نہ مافوق الفطرت خوبیوں کے مالک انسان تھے، اس لیے ان میں آپسی مشاجرات اور اختلافات بھی ہوئے، کشاکش اور انتشار کی صورتیں بھی پیش آئیں، انسانی غلطیوں کا بھی صدور ہوا، انہوں نے ایک دوسرے کی تردید بھی کی، حضرت عائشہؓ نے کئی صحابہ کرام کی آراء پر عملی استدراک بھی کیا، حضرت علیؓ کو کئی معاملات میں اختلاف رہا، حضرت ابوبکرؓ کو بعضوں سے تکلیف پہنچی، ازواج مطہراتؓ میں بعض نے بعض کو کچھ کہہ دیا، ایسے تلخ وشیریں لمحات ان کی زندگیوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں، لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان کا اخلاص وللہیت، بے نظیر نبوی تربیت، ان کی کیمیا اثر صحبت، ان کی دیانتداری ووفاشعاری، استقامت وامانتداری کا اثر تھا کہ ان کے آپسی اختلاف ومشاجرات نے ان کے باہمی تعلقات پر نہ کوئی اثر پڑنے دیا اور نہ حدود شریعت کو پامال ہونے دیا، نہ ان کی ذاتی انا کو دینی اصولوں پر ترجیح دینے دیا اور نہ انہیں انفرادی پسند کی چوکھٹ پر اجتماعی مفاد کو قربان کرنے کی اجازت دی، اور نہ مستحب ومباح عمل میں ان کے اختلاف کی وجہ سے امت کے اتحاد واتفاق میں دراڑ پڑنے دیا، نہ انہیں دین کی فروعات میں اپنی رائے پر اصرار اور دوسروں کو اس پر مجبور کرنے دیا، خلاصۂ کلام یہ کہ وہ اپنے آپسی اختلافات و مشاجرات میں بھی نہ راہ اعتدال سے ہٹے اور نہ بیجا اصرار کے ساتھ اپنی رائے پر ڈٹے۔

مشاجرات کے سلسلے میں گفتگو کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ صحابہ کرامؓ کے مابین اختلافات، اجتہادی نوعیت کے تھے، اسی وجہ سے علمائے امت نے نزاع، اختلاف کا نام نہیں دیا، بلکہ ان کو مشاجرات سے ادا کیا ہے،، کیونکہ یہ شجر (درخت) سے مشتق ہے، اور درخت کی شاخوں کا ایک دوسرے سے ملنا اس کی خوبصورتی کو واضح کرتا ہے، صحابہ کرام کا اجتہاد حدیث وقرآن کے دلائل کی روشنی میں تھا، اور حدیث میں آیا ہے کہ مجتہد جب اجتہاد کرتا ہے اور اس کی رائے صحیح ہوتی ہے، تو اس کو دوہرا اجر ملتا ہے، اور اگر اس کی رائے خطا پر مبنی ہوتی ہے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔ :

غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا يصلين احد منكم صلاة العصر الا في بني قريظة" اس حدیث کے سلسلہ میں صحابہؓ کے مابین دو رائے ہوگئی، بعض نے کہا کہ نماز عصر بنی قریظہ ہی میں پڑھنی ہے، اگرچہ اس کا وقت نکل جائے، اور بعض نے کہا: نہیں، اس جملے کا مطلب بہت جلد قریظہ کے علاقہ میں پہونچنا ہے، نماز وقت ہی کے اندر ادا کی جائے گی، اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق صحابہ کرامؓ نے عمل کیا، ایک جماعت نے دوسرے کی تکفیر وتفسیق کا بیڑہ نہیں اٹھایا، رسول پاک علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین جو اختلافات تھے وہ اجتہادی نوعیت کے تھے، دونوں کی اس مسئلہ اپنی منفرد رائے تھی، پورا معاشرہ دو دھڑوں میں منقسم تھا، اغیار نے بھی اس موقع کا فائدہ اٹھانا چاہا، رومی حکمراں نے حضرت معاویہؓ کو کچھ ترغیبی خطوط لکھے، ایسے موقع پر حضرت معاویہؓ کے تاریخ ساز جملے نے مشاجرات اور اختلافات کے باوجود اعتدال کی ایک نئی طرح ڈال دی، وہ فرمانے لگے: اگر تم نے ہمارے اوپر نگاہ بد ڈالی تو یاد رکھنا: میں حضرت علیؓ کی فوج کا ادنی سپاہی ہوں گا۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرانؓ حضرات میں سے ہیں جو مشاجرات کے زمانہ میں کسی فریق کی موافقت یا مخالفت سے یکسو رہے، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ان سے درخواست کی گئی کہ آپ میدان میں آیئے، ہم آپ کے ہاتھ پر لوگوں سے بیعت لیں گے، لیکن آپ نے باہمی خانہ جنگی کے خطرے سے انکار فرمایا، آپ کو دھمکیاں بھی دی گئیں، لیکن آپ اپنے موقف پر قائم رہے، ایک مرتبہ مشاجرات کے دوران لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ خلافت سنبھال لیجیے، سب لوگ آپ کی خلافت سے راضی ہوجائیں گے، آپ نے فرمایا کہ اگر مشرق کے کسی







شخص نے مخالفت کی تو کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ ایسا شخص مار ڈالا جائے گا، اور پوری امت کی بہتری کے لیے ایک شخص کا قتل کیا حیثیت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر ساری امت میں نیزے کا قبضہ ہو اور میرے ہاتھ میں اس کی نوک ہو تب بھی میں ساری دنیا ومافیہا کے بدلے کسی مسلمان کا قتل پسند نہیں کرسکتا۔

علامہ ابن الجوزی نے "صفة الصفوة" میں حضرت معاویہؓ کا یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے ضرار بن ضمرہ سے کہا کہ علیؓ کا کچھ حال بیان کرو، انہوں نے کہا: خدا کی قسم! وہ بہت بلند نگاہ اور قوی وتوانا تھے، صاف اور واضح بات کہتے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے، علم ان کے ہر پہلو سے چشمہ کی طرح ابلتا اور حکمت ان کے ہر بن مو گویا تھی، اسی طرح کے دیگر اوصاف گنائے، ان سے حضرت معاویہؓ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی ڈاڑھی، آنسوؤں سے تر ہوگئی، روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ یہ تھا حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان باہمی ربط، اجتہادی مسائل میں اختلاف کو انہوں نے کردار کشی کا ذریعہ نہیں بنایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کوفہ کی مسجد میں منعقد ہوئی، پورا نظام خلافت صحیح رخ پر چل رہا تھا کہ اچانک حضرت حسنؓ کو یہ اطلاع ملی کہ مسئلہ خلافت کو بنیاد بنا کر کچھ لوگ معاشرہ میں شر وفساد کی تخم ریزی کر رہے ہیں، اس خبر کی تحقیق کر کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ ۶، ۷ مہینے تک خلافت کے نظام کو سنبھالنے کے بعد بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ خلافت سے دستبردار ہوگئے، حضرت مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ رقم طراز ہیں:

"ایک قربانی وہ ہے جو حضرت حسن بن علیؓ کی ہے، جو حضرت معاویہؓ کے مقابلہ میں امت کے انتشار کو ختم کرنے کے لئے دی تھی۔ اس طرح حضرت رسول اکرم کی وہ پیشین گوئی حرف بحرف صادق آئی، جس میں آیا: " ان ابني هذا سيد، لعل الله أن يصلح به بين طائفتين من المسلمين".
[بخاری شریف] (میرا یہ بیٹا سردار ہے، کیا عجب ہے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں اور جماعتوں کے درمیان مصالحت کرادے)۔ [دعوت فکر وعمل، ص/۳۶]

یہ نمونہ ہے کہ سخت حالات میں متنازع فیہ معاملہ کو کیسے حل کیا جائے، اسی کے ساتھ آپسی اختلافات میں راہ اعتدال کے اختیار کرنے سے معاملہ کس قدر آسان ہوگیا۔

اللہ تعالی ہم سب کو صحابہ کرامؓ کی عظمت و رفعت، اور مقام ومرتبہ کو سمجھنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

☆☆☆☆☆

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید ودیدہ زیب طباعت

☆ دستور حیات

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

کتاب اللہ اور سنت وسیرت نبوی کی روشنی میں ایک مسلمان کی زندگی کا مکمل دستور العمل، ہدایت نامہ اور نظام زندگی، عقائد وعبادات، اخلاق وعادات اور خصائل وشمائل کے بارے میں تعلیمات واسوۂ نبوی کی وضاحت اور اصلاح وتربیت نفس کے لیے قرآنی ونبوی ہدایات وتعلیمات۔

صفحات: ۲۴۰ قیمت: ۱۲۰

☆ دعوت فکر وعمل

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

"دعوت فکر وعمل" کے نام سے یہ آواز ہر مخلص مسلمان اور ملک وملت کے بہی خواہ کو آواز دے رہی ہے کہ صحیح شعور، جذبہ صادق، قوت ارادی اور عمل پیہم سے کام لے کر وہ اب اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا راستہ صاف کردے، جس پر ہماری غفلت، ناخدا ترسی اور مسلسل سازشوں اور تخریبی عمل نے بے حد وحساب ملبہ اکٹھا کر دیا ہے اور اس ملبہ کو اٹھانے کے لیے آج مغرب زدہ معاشرت اور سوسائٹی میں ہمہ گیر اور مکمل انقلاب کی ضرورت ہے، اور یہی انقلاب وہ پائیدار اساس ہے جس پر اسلامی زندگی کا محل تعمیر کیا جاسکتا ہے۔

صفحات: ۱۲۰ قیمت: ۲۳۲

نوٹ: طلباء کے لئے خصوصی رعایت

ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

Ph No.: 0522-2741539 - Mob No.: 9889378176

Email.airpnadwa@gmail.com

تعارف وتبصرہ

## مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر تازہ کتاب

# ۴۸ سال شفقتوں کے سائے میں

مدیر مسئول

نام کتاب: ۴۸ سال شفقتوں کے سائے میں
تالیف: جناب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)
صفحات: ۴۷۲
قیمت: ۳۵۰
ناشر: مکتبہ فردوس، مکارم نگر، لکھنؤ
کتابت وطباعت: عمدہ وبہترین

یہ کتاب مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ کی دور بینی، دینی وملی درد، پیش آمدہ حالات کے انجام وعواقب کو بھانپ لینے اور اس کے خطرات کو پورے طور پر سمجھنے والے ذہن رسا کے ساتھ ساتھ اس کی تدابیر اپنانے اور اس کی ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لانے اور پوری ہمت و جرأت کے ساتھ اقدام کرنے کا عکس جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت مولاناؒ کی مردم شناسی اور ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے، مخلصانہ تڑپ و بے کلی کی تصویر کشی کے ساتھ ساتھ مصنف کتاب کے ساتھ حضرت مولاناؒ کی محبت وشفقت کا جو معاملہ رہا ہے، اور مصنف کتاب کا اپنے کو بالکلیہ حضرت والاؒ کے حوالہ کر دینے اور انتھک محنت ولگن کے ساتھ کام کرنے، اور وقت کے ایک ایک منٹ سے فائدہ اٹھانے کا نقش سامنے آجاتا ہے، جس نے مصنف محترم کو اس مقام بلند تک پہنچایا جس نے نہ صرف یہ کہ ان کو ادب عربی کا شناور بلکہ متعدد قیمتی تصنیفات اور حضرت کے ساتھ ملک وبیرون ملک کے بہت سے سمناروں میں شرکت اور اچھی نمائندگی کے شرف سے نوازا۔

کتاب پر تفصیلی تبصرہ مضمون کا متقاضی ہے، مختصر یہ کہ کتاب ۴۸ سال پر پھیلے ہوئے مواد و معلومات کا مجموعہ ہے جو کتاب کے مطالعہ ہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔

کتاب میں حضرت مولاناؒ کا جو سراپا آگیا ہے، وہ دینی وملی غیرت پیدا کرنے کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

مصنف کتاب کو ندوہ کا وہ عہد زریں ملا ہے جو حضرت مولاناؒ کی سرپرستی میں ہمہ جہت ترقی کا دور رہا ہے، اس زمانہ میں دیگر ترقیات کے ساتھ سیرت سازی ومردم گری کا کام بھی خوب ہوا جس کی ایک مثال خود مصنف کتاب ہیں جس کی تفصیل کتاب میں پورے طور پر آگئی ہے، کتاب میں استاذ محترم نے اپنے قابل فخر اساتذہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

مصنف محترم نے "اذکروا موتاکم بالخیر" کے تحت اہم شخصیات، مشائخ، بزرگوں، معاصرین وشاگردوں اور اہل تعلق پر جو کچھ لکھا ہے وہ بھی شامل کتاب ہے۔

حضرت مولاناؒ کی وفات کے بعد ندوہ کی ترقی پر روشنی ڈالتے ہوئے کتاب کے آخری صفحہ پر مصنف محترم تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مولاناؒ کی شفقتوں کے سائے میں ۴۸ سال گذارنے والے اس راقم آثم کے سامنے حضرت مولانا مرحوم کے حلقہ تعلیم وتربیت میں نہایت خوشگوار وقت گذارنے والوں کی فہرست اگرچہ بہت طویل ہے، لیکن ان چند شخصیتوں میں جنہوں نے قافلہ ندوۃ العلماء کی سربراہی کو حضرت مولاناؒ کے بنائے ہوئے نقشہ کے مطابق جاری رکھا، ان میں حضرت مولاناؒ کے جانشیں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کا نام نامی سرفہرست ہے جو حضرت مولاناؒ کے دست راست رفیق سفر وحضر، صاحب سر وجہر کا درجہ رکھتے ہیں"۔

مزید لکھتے ہیں:

"اور ندوۃ العلماء کی قیادت کی ذمہ داری، اس کے فکر کی آبیاری اور اس کی اہم ترین تعلیم گاہ دار العلوم اور اس سے متعلق تمام شعبوں کی نگرانی اور سرپرستی میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے، اس لیے آج ندوۃ العلماء کی مقبولیت اور ان کے زیر قیادت اس قافلہ کی نہایت بہتر طریقہ سے پیش رفت جاری ہے، جو ندوۃ العلماء کی تاریخ میں ایک درخشاں باب کی حیثیت رکھتی ہے"۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ندوۃ العلماء کے پیغام کو کس بام عروج پر پہنچایا، اس کو ان کے صاحب علم وتحقیق، ولی صفت، طبع زاد شاعر، بڑے بھانجے مولانا سید محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شعر میں اس طرح ادا کردیا ہے ع

انفاس علی نے روشن پھر ندوہ کا جہاں میں نام کیا

☆☆☆☆☆



فقہ و فتاویٰ

# سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

**سوال**: ایک شخص نے انتقال سے قبل اپنے وارثین سے وصیت کی کہ فلاں شخص میرے جنازہ میں نہ آئے، اب اس شخص کو یہ بات معلوم ہوگئی ہے، کیا وہ اس وصیت کرنے والے کے جنازہ میں شرکت کرسکتا ہے یا نہیں؟ کیا وارثین اس کو شرکت اور جنازہ چھونے سے روک سکتا ہے یا نہیں؟

**جواب**: انسانی زندگی میں کبھی کبھی تلخیاں آجاتی ہیں، ان تلخیوں کو مٹانے اور دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور عفو ودرگذر کا معاملہ کرنا چاہیے لیکن اگر کوئی کسی کے بارے میں ورثاء کو وصیت کرجائے تو اس وصیت پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ مناسب بھی نہیں ہے، اگر وہ شخص جنازہ میں آجائے تو اسے نہیں روکنا چاہیے، اگر اسے اپنے بارے میں رکے جانے کی خبر مل جائے تب بھی اسے جنازہ میں شرکت کرنے کے لیے جانا چاہیے، اور ان کے حق میں دعا کرنی چاہیے تاکہ اس کی زندگی میں اس شخص سے کوئی تکلیف پہونچی ہو تو ممکن ہے کہ اس کی وفات کے بعد کا یہ عمل اسکی کچھ تلافی کردے۔ [فیض القدیر:۱/۴۵۶]

**سوال**: بعض جگہوں میں جنازہ تیار ہوجانے کے بعد تابوت کے اگلے حصہ میں پھول کے ہار اور سہرا باندھتے ہیں، کیا شرع میں اسکی اجازت ہے؟ کیا یہ عمل نیک شگون کا ذریعہ بن سکتا ہے؟

**جواب**: جنازہ میں پھولوں کے ہار یا سہرا باندھنا درست نہیں ہے، کتاب وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، کسی میت کو یہ پھول کوئی کام نہیں آئے گا اور نہ ہی یہ نیک شگون کا ذریعہ بنے گا، انسان کے لیے اصلاً اس کا ایمان اور نیک عمل کام آئیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [سورہ نحل/۹۷] (نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا، مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے، اور ہم انہیں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ضرور اجر دیں گے، یہ آیت بتاتی ہے کہ مرنے کے بعد یا زندگی میں اچھی زندگی ایمان اور نیک عمل سے حاصل ہوگی نہ کہ پھولوں اور سہروں سے)۔

**سوال**: اگر کسی بزرگ عالم دین کا انتقال ہو جن کی خدمات سے لوگ متاثر ہوں، مردوں اور عورتوں دونوں میں یکساں قبولیت ہو تو کیا عقیدت مند عورتیں ان کی میت کا دیدار کرسکتی ہیں؟

**جواب**: میت کا عام طور پر چہرہ ہی دکھایا جاتا ہے، اس لیے عقیدت مند عورتوں کے لیے اپنے شیخ کے دیدار کی گنجائش ہوسکتی ہے جیسا کہ زندگی میں اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو دیکھنے کی اجازت ہوتی ہے اسی طرح موت کے بعد بھی، لیکن بہتر یہی ہے کہ غیر محرم عورتوں کے دیدار سے میت کو بچایا جائے۔ [الدر المختار علی رد المحتار:۹/۵۳۴]

**سوال**: حاملہ عورت کے انتقال پر پتہ چلے کہ بچہ پیٹ میں زندہ ہے تو کیا پیٹ چاک کرکے بچہ کو نکالنے کی اجازت ہے؟

**جواب**: مردہ کا احترام واجب ہے اور زندہ کی حفاظت اس سے زیادہ اہم ہے، اس لیے اس صورت میں مردہ عورت کے پیٹ سے آپریشن کے ذریعہ بچہ نکال لیا جائے گا، علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں صراحۃً یہ بیان کیا ہے کہ پیٹ چاک کرکے بچہ نکال لیا جائے گا۔ [فتح القدیر:۲/۱۰۲]

**سوال**: کیا خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی، اس لیے ایسے شخص کی بلا نماز جنازہ تدفین ہوگی؟ کیا یہ خیال درست ہے؟

**جواب**: اس میں کوئی شک نہیں کہ خودکشی ایک سخت گناہ ہے، اس گناہ کی سنگینی ہی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، مسلم شریف میں یہ روایت ملتی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا، اس لیے اکثر فقہاء بشمول امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں کہ خودکشی کرنے والا اگر صاحب ایمان ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ [الدر المختار علی رد المحتار ۳/۱۰۸]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ تنبیہ کے لیے نہیں پڑھی تھی تاکہ آئندہ کوئی اس قسم کا اقدام نہ کرے، جب کہ بطور تنبیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ [جامع ترمذی، رقم ۱۰۶۱]

**سوال**: کیا غیر مسلموں کی موت پر ان کے رشتہ داروں سے تعزیت کی جاسکتی ہے؟

**جواب**: اسلام انسانی برادری کے درمیان ہمدردی اور رواداری کا درس دیتا ہے اور ایک دوسرے سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کرتا ہے، اس لیے اس ہمدردی، رواداری اور حسن اخلاق کی بناپر غیر مسلموں کی موت پر تعزیت کی اجازت ہے۔ [فتاویٰ ہندیہ:۱/۱۶۷]

☆☆☆☆☆

رفتارِ کارواں

## رپورٹ مذاکرۂ علمی رابطہ ادب اسلامی عالمی بعنوان:

# برصغیر و بلادِ عربیہ کے معاصر شعراء کی شاعری کا تقابلی مطالعہ

اقبال احمد ندوی

### افتتاحی نشست اور صدارتی خطاب

"ادب کا دائرہ بہت وسیع ہے، اس کا تعلق دین سے بھی ہے اور دنیا سے بھی، زبان سے بھی ہے اور عقل سے بھی، اس میں نثر بھی آتی ہے اور نظم بھی، اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت ساری خصوصیات سے نوازا ہے، وہ کبھی سوچتا ہے، غور کرتا ہے، فکر میں ڈوبا رہتا ہے، کبھی خوشی محسوس کرتا ہے، اور کبھی رنج و غم، اور خوشی و غم دونوں کے آثار اس کے چہرے سے عیاں ہوتے ہیں، آدمی کی زبان اس کی ترجمان ہوتی ہے، اس کا وہ جس طرح چاہے استعمال کرے اسے اختیار ہے، لیکن اگر اسے اچھے کاموں میں استعمال کرے تو اس کا اچھا اثر ہوگا اور عقل کو اپیل کرے گا، اسے اچھا اور بامقصد ادب کہیں گے"۔

ان کلمات کا اظہار حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ صدر رابطہ ادب اسلامی شعبۂ برصغیر نے رابطہ ادب اسلامی کے ۳۱ ویں سالانہ سہ روزہ سیمینار کے افتتاحی پروگرام کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ سیمینار مغربی بنگال کے دارالسلطنت کلکتہ کے مشہور ادارے "جبرئیل انٹرنیشنل اسکول (شعبۂ باب العلوم) کلکتہ" کی میزبانی میں ۱۴-۱۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوا۔ افتتاحی پروگرام کلکتہ کے مشہور آڈیٹوریم "سائنس سٹی" میں منعقد ہوا اور مقالات کی نشستیں کلکتہ کے بیت الحجاج (حج ہاؤس) میں منعقد ہوئیں۔

حضرت مولانا نے رابطہ ادب اسلامی کے قیام کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:

"رابطہ ادب اسلامی کے بانی صدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے یہ بات محسوس کی کہ ادب سے مذہب کا رشتہ توڑا جا رہا ہے اور لوگ ادب کو دین و اسلام سے نہیں جوڑ رہے ہیں، بلکہ ادب اور مذہب کو ایک دوسرے کی ضد سمجھ رہے ہیں تو اس وقت حضرت مولاناؒ نے تحریری شکل میں عالم اسلام کے مختلف ادباء و اہل قلم کو مکتوب روانہ کیے جن کا سب نے مثبت جواب دیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۱ء میں ندوۃ العلماء میں ادب کے موضوع پر حضرت مولاناؒ کی ہی سرپرستی و رہنمائی میں ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں عالم عرب کے ممتاز ادباء و اصحاب فکر و فن شریک ہوئے، اور پھر اس کے نتیجہ میں ۱۹۸۶ء میں رابطہ ادب اسلامی کا قیام عمل میں آیا"۔

حضرت مولانا نے مزید فرمایا کہ: "ادب پہلے محض تفریحی مقصد بلکہ الحاد کے لیے استعمال ہو رہا تھا، کچھ پیشہ ور، وردی پوش ادیبوں کی ادب پر اجارہ داری تھی، اس وقت ضرورت تھی کہ اس کا مقابلہ کیا جائے اور حقیقی اور قرآنی ادب پیش کیا جائے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کے نتیجہ میں یہ تنظیم وجود میں آئی، اس وقت سے برابر صالح لٹریچر کی نشر و اشاعت اور سیمیناروں کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے، اور آج یہ ہمارے رابطہ ادب اسلامی کا ۳۱ واں سالانہ سیمینار ہے، اس کے علاوہ علاقائی سطح پر بھی دسیوں سیمینار منعقد کیے جا چکے ہیں، ہمارا یہ سیمینار صرف اقلیمی نہیں بلکہ پورے برصغیر کا ہے"۔

حضرت مولاناؒ نے بچوں سے متعلق لٹریچر کی فراہمی پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ: "ضرورت ہے کہ بچوں کے لیے بھی مختلف زبانوں میں آسان ادب پیش کیا جائے، خاص طور سے اس وقت ہندوستان میں اس کی شدید ضرورت ہے، بچوں کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ ان کے سامنے جو چیز پیش کر دی جاتی ہے، وہ اس کو زندگی بھر یاد رکھتے ہیں"۔

### سکریٹری رپورٹ

اس سے قبل رابطہ ادب اسلامی کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی سکریٹری رپورٹ پیش کی گئی جس کو مولانا نذرالحفیظ ندوی ازہری نے پڑھ کر سنایا۔ مولانا نے اپنی رپورٹ میں فرمایا کہ رابطہ ادب اسلامی ایک عالمی تنظیم ہے جس کا بنیادی مقصد اخلاق، مذہب اور ادب، علم و ادب، اور فکر و فن کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والوں کے درمیان رابطہ اور تعلق پیدا کرنا ہے، اس کا مقصد بہت بلند اور اعلیٰ و ارفع ہے، اور وہ ہے انسانی زندگی کی تعمیر و تشکیل، اخلاق کی اصلاح و درستگی، اور انسان کی صلاحیتوں کو دوسرے انسانوں اور انسانیت کی فلاح و بہبود میں صرف کرنا، اور زبان و قلم کو ان کی آلائشوں اور خرابیوں سے پاک کرنا اور یہ حقیقت ہے کہ زبان و قلم کے غلط استعمال سے ہر دور میں انسانوں پر مصیبتیں اور پریشانیاں آئی ہیں، کیونکہ ادب کے بارے میں یونانی فکر کے اثر سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ادب نام ہے محض اندرونی خیالات و جذبات کو مؤثر طرز ادا اور حسن بیان کے ذریعہ دوسروں کے سامنے پیش کر دینے کا، خواہ اس کا اثر قلب اور معاشرہ پر اچھا یا خراب کچھ بھی پڑے۔

ادب کے اسی مقصد اور غرض و غایت کو بروئے کار لانے، اور اس کے راستہ کی تعیین و وضاحت کے لیے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اس رابطہ کی بنیاد ڈالی تھی، کیونکہ ادب ایک دودھاری تلوار ہے، اس سے خیر کا بھی کام لیا جا سکتا ہے اور شر کا بھی، یہ انسانی اخلاق و کردار کی تعمیر کا بہترین وسیلہ ہے، اور لوگوں کو انسانی اخلاق کی بیخ کنی کی ڈگر سے ہٹا کر تعمیر و تشکیل اور اصلاح و درستگی کی شاہراہ پر ڈالنے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی اور قوت گویائی اور اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی کی صلاحیت و طاقت اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے مدح کے طور پر ذکر فرمایا ہے: ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ [سورۂ رحمٰن: ۳،۴] اور حدیث میں اس کی اثر انگیزی اور خوبی کی بنا پر اسے جادو سے تعبیر کیا گیا ہے: "وإن من البيان لسحراً" اور اگر ہم موجودہ ماحول اور اس میں در آنے والی خرابیوں، بگاڑ اور اخلاقی انارکی کا جائزہ لیں تو صاف معلوم ہوگا کہ اس قدر پستی، بگاڑ اور انتہائی خرابی کا اولین ذمہ دار یہی ادبی صلاحیت کا غلط استعمال ہے، اس لیے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ادبی صلاحیت اور طاقت کو جس کے دائرۂ کار اور اثر انگیزی کو موجودہ ذرائع ابلاغ نے بہت وسیع کر دیا ہے، اس کے فطری رخ کی طرف واپس لایا جائے اور اس سے انسانی زندگی کی تعمیر و تشکیل اور اس کی عزت و حرمت بحال کرنے کا کام لیا جائے۔

مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے اس رابطہ کا قیام جنوری ۱۹۸۶ء میں عمل میں آیا، اس کے لیے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں ہند و بیرون ہند سے اور خاص طور پر عالم عربی کے مختلف گوشوں سے چوٹی کے علماء، ادباء اور شعراء حضرات بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔

رابطہ ادب کے دو مرکزی دفتر ہیں، ایک عالم عربی کے لیے جو سعودی عرب کے دارالسلطنت ریاض میں ہے، اور دوسرا برصغیر و ممالک مشرقیہ کے لیے جو لکھنؤ میں ہے، پھر ان دونوں کی ان کے علاقوں میں مختلف شاخیں اور فروع قائم ہیں، اور ہر فرع سیمیناروں اور کانفرنسوں کا انعقاد، کتابوں اور ماہنامے اور سہ ماہی مجلات و رسائل کی نشر و اشاعت اور اسلامی ادب پر مضامین و مقالات کے ذریعہ ادبی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے، اور افسانے ناول، تنقید، ادبی تاریخ اور دلکش ادبی انتخابات پر مشتمل متعدد کتابیں دونوں دفاتر سے منظر عام پر آ چکی ہیں۔ ریاض سے "مجلة الأدب الإسلامي" اور مراکش سے "المشكاة" نامی سہ ماہی رسالے عربی میں نکل رہے ہیں، اسی طرح بنگلہ دیش سے "الحق" اور "منار الشرق" کے نام سے بنگالی اور عربی میں، اور استنبول (ترکی) سے ترکی زبان میں بھی رسالے نکل رہے ہیں، لکھنؤ کے مرکزی دفتر سے "کاروانِ ادب" کے نام سے ایک سہ ماہی مجلہ پابندی سے نکل رہا ہے نیز قاہرہ، عمان، مدینہ منورہ، استنبول، لندن، نیویارک اور ڈربن میں متعدد سیمینار اور کانفرنسیں ادب کے موضوع پر منعقد ہو چکی ہیں۔

ہندوستان کے مرکزی دفتر کے تحت اور اس کی نگرانی میں دہلی، حیدرآباد، اورنگ آباد، بھوپال، بھٹکل، بنگلور، پونہ، پٹنہ، رانچی، کلکتہ اور غازیپور وغیرہ میں شاخیں قائم ہیں اور کام کر رہی ہیں، اور ان تمام شہروں میں مختلف سیمینار منعقد ہو چکے ہیں۔

### خطبۂ استقبالیہ

مجلس استقبالیہ کے صدر قاری اسماعیل ظفر صاحب نے خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے معزز مہمانوں کا استقبال کیا اور صوبہ مغربی بنگال کی تاریخی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ کلکتہ ایک قدیم اور تاریخی شہر ہے، برسوں یہ ہندوستان کی راجدھانی بھی رہا ہے اور اس نے علم و ادب کے قافلوں کی نہ صرف بار بار ضیافت و میزبانی کی ہے بلکہ علم و عمل کے راستوں پر وہ سفر بھی کیا ہے، جس کے اثرات و نقوش آج بھی زندہ و تابندہ ہیں۔ اس شہر کو نہ صرف حضرت سید احمد شہیدؒ کے قافلۂ حج کی میزبانی اور ان سے استفادہ کی سعادت حاصل ہوئی ہے بلکہ یہ مولانا ابوالکلام آزادؒ جیسے دیدہ ور اور بے باک رہنما کی بے مثال خطیبانہ، داعیانہ، مجتہدانہ اور منصفانہ کاوشوں کا مرکز بھی رہا ہے۔ "الہلال" اور "البلاغ" جریدوں کا یہ مخرج آج ایک مرتبہ پھر سے اپنی قسمت پر نازاں و فرحاں ہے کہ اسے پھر سے وہی خوشی محسوس ہو رہی ہے جو اسے زمانہ آزادی سے قبل محسوس ہوا کرتی تھی۔

### كلمة الوفود

مندوبین کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے علامہ سید سلیمان ندویؒ کے فرزند جلیل ڈاکٹر سید سلمان ندوی صدر شعبۂ عربی و فارسی ڈربن یونیورسٹی (ساؤتھ افریقہ) نے کہا کہ ادب کا تعلق ابتدائے آفرینش سے ہے، جب بچہ پیدا ہوتا ہے، اسی وقت سے ادب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، چنانچہ بچوں کی شروع سے ہی تعمیری ادبیات کی طرف رہنمائی کرنی چاہیے۔

مولانا عزیز الحسن صدیقی مہتمم مدرسہ دینیہ غازی پور نے اپنی مختصر گفتگو میں رابطہ کی افادیت اور اس کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ انہوں نے رفتار زمانہ کی نبض شناسی کی اور رابطہ ادب اسلامی کی شکل میں اس کا نسخہ متعین کیا جو آج تک ادب کی خدمات انجام دے رہا ہے، انہوں نے کہا کہ ادب کا رشتہ زندگی سے ہمیشہ رہا ہے، ادب صوفیہ کے یہاں بھی ملتا ہے، اور بزرگوں کی کتابوں میں ادب کے شاہکار ملتے ہیں، ان میں نثری ادب کا اعلیٰ نمونہ موجود ہے، انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الہدایہ" کو ادبی نثر کے نمونہ کے طور پر پیش کیا۔

پروفیسر منال شاہ قادری وائس چیرمین اردو اکیڈمی مغربی بنگال نے اپنے خطاب میں رابطہ ادب اسلامی پر زور دیا کہ وہ انسانی اخوت و مساوات اور الفت و محبت والے لٹریچر کو عام کرے تاکہ مسلمان اس وقت جس نازک دور سے گزر رہے ہیں، ان کو اس سے راحت ملے۔ لندن سے تشریف لائے ہوئے اسلامک فاؤنڈیشن کے صدر مولانا عیسیٰ منصوری نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

صدر اجلاس حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی دعا پر اس افتتاحی پروگرام کا اختتام ہوا۔ دعاء سے قبل صدر اجلاس نے پروفیسر منال شاہ قادری کی گذارشات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا

کہ ہمارا رابطہ ادب اسلامی اپنے قیام کے شروع دن سے ہی اسلامی و انسانی و اخلاقی ادب کو عام کرنے کے لیے کوشاں ہے، اور اس کا مقصد ہی انسانی بھائی چارہ اور الفت ومحبت کو فروغ دینا ہے۔

افتتاحی پروگرام کی صدارت صدر رابطہ ادب اسلامی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے فرمائی، نظامت کے فرائض مولانا نذر الحفیظ ندوی نے انجام دیے۔ قاری محمد عارف نے تلاوت کلام اللہ سے پروگرام کا آغاز کیا جب کہ مولانا انیس پرخاصوی اور ڈاکٹر تابش مہدی نے بارگاہ رسالت میں نعت شریف کا نذرانہ پیش کیا۔ افتتاحی نشست کے علاوہ سیمینار کی دیگر نشستوں میں بھی ان دونوں شعراء نے اپنا کلام سنایا۔

افتتاحی پروگرام سے قبل، بعد نماز عصر، جبریل انٹرنیشنل اسکول میں معزز مہمانوں کو استقبالیہ دیا گیا۔

## نشست ہائے مقالات

افتتاحی پروگرام کے بعد سیمینار کے دوسرے اور تیسرے روز ۱۵، ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو مقالات کی کل پانچ نشستیں حج ہاؤس میں چلتی رہیں، جن میں مجموعی طور پر تقریباً پچپن (۵۵) مقالے پیش ہوئے، ان میں آٹھ مقالے عربی میں، دو مقالے بنگالی میں اور ایک انگریزی میں اور بقیہ سارے مقالات اردو میں پڑھے گئے۔

سیمینار کی پانچوں نشستوں کی صدارت بالترتیب مندرجہ ذیل حضرات نے کی:

(۱) ڈاکٹر مولانا سید سلمان ندوی صدر شعبۂ عربی وفارسی ڈربن یونیورسٹی، ساؤتھ افریقہ (۲) پروفیسر عبدالباری سابق صدر شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (۳) مولانا عزیز الحسن صدیقی مہتمم مدرسہ دینیہ غازیپور (۴) مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (۵) مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ، پھلواری شریف پٹنہ۔ جب کہ نظامت کے فرائض بالترتیب (۱) مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (۲) ڈاکٹر سمیع اختر شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (۳) مولانا محمد انعام اللہ قاسمی استاذ المعہد الاسلامی، مانک مئو، سہارنپور (۴) ڈاکٹر جمشید احمد ندوی استاذ شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (۵) مولانا عبد الباسط ندوی استاد المعہد العالی لتدریب الافتاء والقضاء پھلواری شریف پٹنہ نے انجام دیے۔

نشستوں کے اختتام پر صدور حضرات نے مقالات پر اپنے گراں قدر خیالات کا اظہار بھی کیا، خاص طور پر ڈاکٹر سید سلمان ندوی نے فرمایا کہ مختلف ادوار میں مختلف غیر اسلامی عناصر اسلام میں داخل ہوتے رہے ہیں، ایک دور تھا جب اسلام میں یہ عناصر فلسفہ اور علم کلام کے راستے سے داخل ہوئے، اس وقت امام غزالیؒ اور دیگر علماء نے ان کا مقابلہ کیا۔ اب یہ عناصر ادب کی راہ سے داخل ہونے لگے ہیں، لہٰذا رابطہ ادب اسلامی کو اس طرف توجہ دینی چاہیے، اور الحمد للہ یہ سیمینار وغیرہ اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ ہم تو اب بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن نوجوان نسل اور خاص طور سے بچوں کے سامنے تعمیری ادب پیش کرنے کی شدید ضرورت ہے نیز یہ دور میڈیا کا ہے، میڈیا نے ہر طرف اپنا جال بچھا رکھا ہے، اس طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ موجودہ دور میں علم ودانش اور فکروفن میں وسعت آگئی ہے، علم وفن کے ہر پہلو میں اصحاب فن ترقی کر رہے ہیں، خواہ علوم شرعیہ ہوں یا سائنس وٹکنالوجی کا علم ہو، سب میں تنوع پیدا ہو چکا ہے۔ علم میں آگے بڑھنے کے لیے اس کے وسائل اختیار کرنا ضروری ہے، جس قدر انسان آگے بڑھتا جائے گا، اس کی ادب کی ضرورت بھی بڑھتی جائے گی علم کو مثمر بنانے اور دوسروں کو فائدہ پہونچانے کے لیے ادب سے آراستہ ہونا ضروری ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿أدبني ربي فأحسن تأديبي﴾ ہم اپنے علم سے کیسے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو فائدہ کیسے پہونچائیں؟ اس کے لیے ادب کا سیکھنا ضروری ہے، کس شخص کے لیے کون سا طریقہ اپنائیں؟ طالب علم کو درس کیسے دیں؟ اور اس کے لیے کون کون سے وسائل اختیار کریں؟ ان سب کے لیے ادب سے آراستہ ہونا بہت ضروری ہے۔

مولانا عزیز الحسن صدیقی مہتمم مدرسہ دینیہ غازیپور نے صدر رابطہ ادب اسلامی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے حوالے سے فرمایا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کی خاطر ادب اسلامی کو فروغ دینا ضروری ہے، ایسے زمانے میں جب کہ ادب کے نام پر بے ادبی کو فروغ دیا جا رہا ہو، بے حیائی اور فحاشی پھیل رہی ہو، کفر والحاد کا بازار گرم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو، اور ادب کا رشتہ مذہب سے اور اعلیٰ انسانی قدروں سے کاٹا جا رہا ہو، ادب اسلامی کی ترویج بہت ضروری ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پروفیسر عبد الباری اور مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

## فہرست مقالہ نگاران

سیمینار میں جن حضرات نے مقالے پیش کیے ان میں چند اہم حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (فارسی اور اردو پر عربی زبان کے اثرات) مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی (مسلم شعراء کی نعت گوئی کی خصوصیات) مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (شاعر حمد ونعت اور منقبت: مولانا محمد ثانی حسنی ندوی، میزاب رحمت کے حوالے سے) پروفیسر عبد الباری، علی گڑھ (اقبال اور احمد شوقی: فکروفن کے شعری پیمانوں کا تقابلی مطالعہ) پروفیسر ابوسفیان اصلاحی، علی گڑھ ("ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم" تنقیدی جائزہ)، ڈاکٹر سمیع اختر علی گڑھ (حافظ ابراہیم اور





حالی کی شاعری: فکروفن کا ایک تقابلی مطالعہ)، ڈاکٹر محمد غیاث الدین ندوی، لکھنؤ (مولانا آزاد کا ہفتہ وار پیغام اور مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی)، جناب سید علی صاحب کلکتہ (ادب اسلامی کا منہاج اور کردار کیسا ہو؟)، ڈاکٹر محمد طارق ایوبی ندوی، علی گڑھ (لمحات مع الشاعر البنغالي وأفكاره الثورية وشعره الإسلامي)، مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری، لکھنؤ (علامہ جمیل مظہری کے کلام میں شعری جمالیات)، ڈاکٹر محمد عتیق الرحمٰن، پٹنہ (شاہنامۂ اسلام کی شعری وادبی خصوصیات)، پروفیسر محسن عثمانی ندوی، حیدرآباد (کلام اقبال کی گونج عرب دنیا میں)، ڈاکٹر تابش مہدی، دہلی (مولانا محمد ثانی حسنیؒ کی نعتیہ شاعری)، مولانا محمد ناظم ندوی، سہارنپور (شاہنامہ اسلام کی شعری وادبی خصوصیات)، مولانا محمد انعام اللہ قاسمی، سہارنپور (اقبال کی شاعری میں قرآن مجید سے استفادہ)، مولانا عیسیٰ منصوری، لندن (عصری چیلنجز اور نظریات، فکر اقبال کی روشنی میں)، مولانا محفوظ الرحمٰن عثمانی، سپول (علامہ اقبال کی شاعری میں فکروفن کا امتزاج)، ڈاکٹر جمشید احمد ندوی، علی گڑھ (علامہ اقبال اور شوقی کے مشترک موضوعات)، مولانا ڈاکٹر صباح اسماعیل ندوی علیگ، کلکتہ (حمدیہ شاعری اور غیر مسلم شعراء)، مولانا آفتاب عالم ندوی، دھنباد (فکر اقبال، قرآن کی روشنی میں)، ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی، علی گڑھ (جدید عربی شاعری کے دو اہم ستون۔ بارودی اور حافظ)، ڈاکٹر احسان اللہ فہد فلاحی، علی گڑھ (سہ ماہی تحقیقات اسلامی اور اس کی علمی ودینی خدمات)، مولانا محمد واصف مظاہری، مانک مؤ (حفیظ جالندھری کی شعری خصوصیات)، مولانا سید ضیاء الحسن صاحب، لکھنؤ (اقبال کی شاعری میں اسلامی تلمیحات)، مولانا سعود الحسن ندوی غازیپوری، غازیپور (کلکتہ کا ایک گمنام صحافی، مولانا سید احمد ہاشمی)، مولانا اقبال احمد ندوی غازیپوری، (علامہ اقبال کی شاعری میں فکروفن کا امتزاج)، ڈاکٹر سرور عالم ندوی، پٹنہ (اقبال اور شوقی: ایک تقابلی مطالعہ)، مولانا شاکر فرخ ندوی ازہری، (المديح النبوي في شعر شوقي وإقبال)، مولانا کبیر الدین فاران، ہماچل پردیش (اقبال کی شاعری میں فکروفن کا امتزاج)، مولانا طلحہ بن ابوسلمہ ندوی، کلکتہ (اقبال کی شاعری میں فکروفن کا امتزاج)، مولانا عبدالباسط ندوی، پٹنہ (امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین کی شعری خصوصیات)، مولانا سعید الرحمٰن، کلکتہ (تأثير الفكر الصوفي في قرابين الأغاني لطاغور)، ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی، کلکتہ (اقبال کی شاعری میں مشرق ومغرب کا امتزاج)، ڈاکٹر محمد شمس الدین، کلکتہ یونیورسٹی (نعت Qazi Nazrul Islam; a Poet ofSulagy)، مولانا محمد اشرف علی، کلکتہ (خنساء کے کلام اور کلیم عاجز کی شاعری میں تصویر درد)، ڈاکٹر انیس الرحمٰن، کلکتہ (فلسفة محمد إقبال وأصداؤها في البلاد العربية)، ڈاکٹر اشارت علی ملا، کلکتہ (بنگلہ شاعری پر عربی زبان کا اثر)، مولانا عبدالمصور ندوی، مہاراشٹر (جگر مرادآبادی کی شاعری عصری آگہی اور ملی شعور کا مرقع)، ڈاکٹر معراج احمد، کلکتہ (حب الرسول في شعر إقبال)، ڈاکٹر مسیح الرحمٰن، کلکتہ (الفكر الإسلامي في شعر القاضي نذر الإسلام)، ڈاکٹر محمد انظر ندوی حیدرآباد (اقبال اور شوقی، ایک موازنہ، اندلسی ادب کے آئینہ میں)، مولانا محمد ذاکر ندوی بارہ بنکوی (ہندوستانی شعراء کی نعتیہ شاعری کی خصوصیات)، مولانا محمد ذاکر سہارنپوری، (مسدس حالی کی خصوصیات، مقدمۂ شعروشاعری کی روشنی میں)، مولانا شیخ محمد اسلم مہاراشٹری (مسدس حالی کی خصوصیات، مقدمۂ شعروشاعری کی روشنی میں)، مولانا خورشید عالم میرٹھی (اقبال کی شاعری میں اسلامی تلمیحات)، مولانا مظہر احسان (الصحافة العربية والأردية في الهند دراسة مقارنة)، مولانا محمد صفوان کلکتوی (اقبال کی شاعری میں قرآن مجید سے استفادہ)، مولانا محمد تنویر ذکی، آسنسول (اردو شعراء کی شاعری میں قرآن مجید سے استفادہ)، مولانا محمد زاہد حسین ندوی جمشید پوری (اقبال کی شاعری میں فکروفن کا امتزاج)، مولانا ایم شہاب الدین ندوی، کلکتہ (قاضی نذر الاسلام کی شاعری میں پیام امن (بزبان بنگلہ)، مولانا محسن خاں ندوی، ہاوڑہ (اردو شعراء کا اپنی شاعری میں قرآن مجید سے استفادہ)، مولانا عبید الرحمٰن، کلکتہ (بنگلہ زبان پر عربی ادب کے اثرات)۔

## شعری نشست

۱۵ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو بعد نماز عشاء مہمانانِ کرام کی ضیافتِ طبع کے لیے ایک شعری نشست کا بھی اہتمام کیا گیا، جس میں مقامی و بیرونی شعراء نے اپنے کلام سے سامعین کو خوب محظوظ کیا۔ نشست کی صدارت کلکتہ کے مشہور شاعر جناب قیصر شمیم صاحب کو کرنی تھی، لیکن طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے وہ زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکے، اور انہوں نے اپنا کلام سنانے پر ہی اکتفا کیا، ان کے چلے جانے کے بعد نشست کی صدارت ڈاکٹر تابش مہدی کے حصہ میں آئی اور نظامت کا فریضہ جناب عاصم شاہنواز نے انجام دیا، جن شعراء نے اپنا کلام سنایا ان کے نام اس طرح ہیں:

قیصر شمیم، احمد معراج، ہمدم نعمانی، مشتاق ہاشمی، اسلم لکھنوی، مرشد عالم ندوی، احمد کمال حشمی، سحر مجیدی، سرور عالم ندوی، مظہر کبریا، اشرف یعقوبی، طالب صدیقی، نسیم فائق، جمیل حیدر شاد، ڈاکٹر غیاث ندوی، ضمیر یوسف، انیس پرخاصوی، جاوید ہمایوں، ارشاد آرزو، فراغ روحی، مجبور اہی، نسیم عزیزی، امام اعظم، قاری اسماعیل ظفر، مولانا خالد فیصل غازیپوری اور ڈاکٹر تابش مہدی۔ مشاعرہ کے اختتام پر ڈاکٹر صباح اسماعیل ندوی نے شعراء کا شکریہ ادا کیا۔

## اختتامی نشست

افتتاحی اجلاس اور مقالات کی پانچ نشستوں کے بعد ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو صدر رابطہ ادب اسلامی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کی صدارت میں سیمینار کی اختتامی نشست منعقد ہوئی، جس میں سیمینار میں پڑھے گئے مقالات کی روشنی میں تجاویز پیش کی گئیں، بعض مندوبین نے اپنے تأثرات پیش کیے اور آخر میں صدر اجلاس کا اختتامی خطاب ہوا۔

### تجاویز

تجاویز کمیٹی کی مرتب کردہ تجاویز مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری نے پیش کیں، تجاویز میں یہ بات سامنے آئی کہ چوں کہ اسلامی لٹریچر اور ادب و تہذیب کا بڑا حصہ اردو زبان میں ہے، اس لیے عالمی رابطہ ادب اسلامی کا یہ اجلاس ملت اسلامیہ ہند سے اس بات کی امید کرتا ہے کہ اس کے گھروں میں اردو خوانی کا اضافہ ہوگا، بچوں کو دوسری تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو نوشت وخواند کی طرف بھی متوجہ کیا جائے گا اور انہیں ایسے جرائد ورسائل اور کتابوں سے آشنا کیا جائے گا جن میں تعمیری واسلامی ادب پیش کیا گیا ہو، اور ان سب کے ساتھ نئی نسل کو مثبت اور تعمیری سوچ ملتی ہو۔

عالمی رابطہ ادب اسلامی ایک عالمی ادبی تحریک کی حیثیت سے اس بات پر تأسف کا اظہار کرتا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں مغربی علوم وافکار کو فروغ دینے کی کوششیں ہورہی ہیں اور ہر پہلو سے باطل افکار و نظریات کو پھیلایا جارہا ہے، لیکن ملت کا بڑا طبقہ خاموش بیٹھا ہے، اسے اس کا احساس تک نہیں ہے۔

یہ بات بھی سامنے آئی کہ ملک کی تمام علاقائی زبانوں خصوصاً بنگلہ زبان میں اسلامی، ادبی لٹریچر شائع کیے جائیں، متعلقہ زبان میں نئی نسل کی ایسی تربیت کی جائے کہ وہ بخوبی تقریری وتحریری طور پر اپنے افکار و خیالات کو پیش کرسکیں اور اس کے ذریعہ سے اسلامی و تعمیری ادب وتہذیب کو فروغ دے سکیں۔

عالمی رابطہ ادب اسلامی ایک عالمی تحریک کی حیثیت سے عالم اسلام کے بعض ممالک میں آنے والی فکری وعملی انقلاب پر خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ وہاں ایسے صالح عناصر ابھر کر سامنے آرہے ہیں جنھوں نے گمراہ اور مخرب اخلاق افکار وخیالات کو پسپا کیا ہے، اور ان کی یہ کوشش جاری ہے، یقیناً ان کا یہ رویہ پوری دنیا میں اسلامی افکار وخیالات کے غلبے کا باعث ہوگا۔

### تأثرات مندوبین

تجاویز کے بعد صدر محترم کے اختتامی خطاب سے قبل پروفیسر محسن عثمانی ندوی، مولانا مفتی احمد دیولوی، گجرات اور ڈاکٹر سید سلمان ندوی، جنوبی افریقہ نے اپنے تأثرات پیش کیے جن میں سب نے سیمینار اور اس میں پڑھے گئے مقالات کو سراہا اور اس طرح کے مزید سیمینار کی ضرورت ظاہر کی۔

### صدارتی خطاب

آخر میں صدر جلسہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ: ’’اس رابطہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ عالمی طور پر علمی وشعری وفنی ذوق لوگوں میں باقی رہے۔ پہلے دنیا میں یہ مشہور تھا کہ ادب کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ غلط خیال تھا، جب اسلام دنیا میں آیا تو اس نے ادب کی سرپرستی کی، اور قرآن کے بلاغتی وادبی کلام کے سامنے ساری دنیا سربسجود ہوگئی اور ادب کا تعلق مذہب سے تسلیم کرلیا گیا، پھر ایک دور آیا جب ادب کو مذہب کی سرپرستی سے پھر نکال دیا گیا اور اس کو الحاد ودہریت کا چربہ قرار دیا گیا، ہمارے رابطہ ادب اسلامی نے اسی نظریہ کا مقابلہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے، اور الحمدللہ اب تک وہ اپنی کوششوں میں بڑی حد تک کامیاب ہے‘‘۔

مولانا نے مزید فرمایا کہ: ’’ذوق ایک ایسی نعمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کو عطا کیا ہے، جس سے انسان اچھی بری چیزوں میں تمیز کرتا ہے، اور صحیح راستہ اپناتا ہے، ادب مذہب سے الگ اور دور کوئی شے نہیں ہے، بلکہ مذہب ادب کے لیے ضروری ہے، ادب اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی، اور اس کی یہ اچھائی اور برائی ہمیں مذہب ہی کے ذریعہ معلوم ہوسکتی ہے‘‘۔

### کلمات تشکر

اخیر میں داعی ومیزبان ادارے، جبریل انٹرنیشنل اسکول کے ڈائرکٹر اور سیمینار کے کنوینر مولانا ڈاکٹر صباح اسماعیل ندوی علیگ نے اپنی طرف سے، مجلس استقبالیہ کی طرف سے اور تمام معاونین اور رفقاء کی طرف سے مندوبین، حاضرین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور صدر جلسہ کی دعاء پر اس سہ روزہ سیمینار کا اختتام ہوا۔

### جلسۂ اصلاح معاشرہ

رابطہ ادب اسلامی کے سیمینار کے اختتام پر ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو دوپہر تین بجے سے ’’اصلاحِ معاشرہ کانفرنس‘‘ کے عنوان سے ایک عظیم الشان اجلاس بھی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی زیر صدارت منعقد کیا گیا، جو ۳ بجے دوپہر سے لے کر تقریباً ۹ بجے رات تک مسلسل چلتا رہا، درمیان میں عصر ومغرب اور عشاء کی نمازیں بھی جلسہ گاہ ہی میں ادا کی گئیں۔ اس کانفرنس میں صدر اجلاس حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کے علاوہ مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی، مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری، مولانا اسرار الحق قاسمی، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، مولانا مفتی محمد راشد قاسمی، مولانا طٰہٰ صدیقی، مولانا قاری فضل الرحمٰن، مولانا اطہر عباس رضوی اور دوسرے مقامی و بیرونی علماء کرام کی تقاریر ہوئیں۔

رابطہ ادب اسلامی سیمینار اور اصلاح معاشرہ کانفرنس اور دیگر سبھی پروگرام ماشاء اللہ بہت کامیاب رہے، اور ان میں اہالیان کلکتہ کا بھرپور تعاون رہا۔ خاص طور سے سیمینار کے سرپرست جناب سلطان احمد (سابق وزیر مملکت برائے سیاحت) اور جناب جمیل منظر رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا ہر نوع کا تعاون شامل حال رہا، رابطہ ادب اسلامی ان کا خصوصی طور پر شکر گزار ہے۔

☆☆☆☆☆





اسلامی زندگی — آخری قسط

# تاجروں کی ذمہ داریاں

خالد فیصل ندوی

تاجروں کے ان فضائل اور بلند درجات کے ساتھ ہی قرآن وحدیث میں ان پر عائد ہونے والے بہت سے آداب وواجبات کا ذکر بھی موجود ہے، دنیا میں ان تاجروں کی خیر وبرکت اور آخرت میں نجات وسعادت کے لیے دین اسلام نے تجارت کے اہم اصول وآداب بیان کیے ہیں، اسلام کے تجارتی احکام سے واقفیت وجانکاری، تقویٰ، وخشیت الٰہی، بر واحسان، صدق وصفائی، امانت ودیانت، خرید فروخت میں رعایت و خیر خواہی، بیع کے وقت مبالغہ آرائی، قسم کھانے اور دھوکہ دہی سے احتراز، دوسروں کے مطالبہ وحق ادا کرنے میں عجلت وجلد بازی اور اپنے مطالبات و حقوق لینے میں نرمی، مہلت اور معافی، خرید و فروخت کے دوران ہونے والی کوتاہیوں کی تلافی کے لیے صدقہ وخیرات کرنا اور ذکر واذکار اور دعاء و مناجات میں مشغول ہونا سر فہرست آداب ہیں۔

ایک حدیث شریف میں ان آداب کا بیان نہایت ہی جامع انداز میں وارد ہوا ہے اور ان آداب کے اختیار کرنے کی مؤثر ترغیب دی گئی ہے اور ان آداب کا پاس ولحاظ کرنے والے تاجروں کی کمائی کے پاک وپاکیزہ ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے، حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’سب سے بہتر اور پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی کمائی ہے (جن کے اندر یہ صفات موجود ہوں) کہ جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کریں جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں، جب یہ دوسروں سے سامان خریدیں تو اس سامان کی برائی نہ کریں، جب اپنا سامان فروخت کریں تو اسکی تعریف میں مبالغہ نہ کریں، جب ان سے ثابت شدہ حق کا مطالبہ کیا جائے تو دوسروں کا حق دینے میں ٹال مٹول نہ کریں اور جب ان کا حق دوسروں پر ہو تو اپنا حق لینے میں سختی نہ کریں‘‘۔ [کنز العمال] نیز قرآن وحدیث میں تجارت کے بہت سے زریں اصول وآداب بیان ہوئے ہیں، چنانچہ قرآن کریم کی کئی مبارک آیتوں [بقرہ/۲۷۵، ۲۸۲، نساء/۲۹، توبہ/۲۴، فاطر/۲۹، ۳۰، صف/۱۰، ۱۱، نور/۳۷، ۳۸، شوریٰ/۲۰ اور جمعہ/ ۹–۱۱] میں تجارت کے واضح آداب موجود ہیں اور احادیث مبارکہ کی تمام بڑی کتابوں میں کتاب البیوع کے عنوان کے تحت تجارت کے سلسلہ میں روشن نبوی ہدایات ہیں، تجارت کے ان تمام اسلامی احکامات وہدایت کا برتنا ہر مسلمان تاجر کے لیے ضروری ہے، ان میں سے چند اہم آداب کا ذکر درج ذیل ہے۔

### تجارت کے آداب سے واقفیت

ان آداب میں سب سے اہم اور قابل ذکر یہ ہے کہ ہر مسلمان تاجر اپنے اندر اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور پکی اطاعت کا جذبہ موجزن رکھے اور تجارت کے سلسلہ میں اسلام کے بتائے ہوئے اصول وآداب سے زیادہ سے زیادہ واقفیت وجانکاری حاصل کرے اور تجارت کے دوران اسلام کے ان تجارتی اصول و آداب پر عمل کرنے کی طاقت بھر کوشش کرے کیوں کہ تجارت کے سلسلہ میں اسلام کے مثالی احکام سے واقفیت حاصل کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے میں تاجر اور خریداروں کی دنیا میں عمومی خیر و بھلائی اور برکت وافادیت مضمر ہے اور آخرت میں سعادت ونجات کا خوش کن وعدہ موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں یہ فرمان جاری فرمایا کہ: ’’ہمارے بازاروں میں صرف وہی لوگ خرید وفروخت کریں جنہیں دین (تجارت کے سلسلہ میں دینی احکام) کا صحیح علم (سمجھ بوجھ) ہو‘‘۔ [ترمذی] نیز حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے سورہ توبہ/ ۱۲۲ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ: ’’جس کو بیع وشراء کرنا پڑے یا تجارت و صنعت یا مزدوری واجرت کے کام کرنے پڑیں، اس پر فرض عین ہے کہ بیع واجارہ کے مسائل واحکام سیکھے‘‘۔ [معارف القرآن]

تجارت کے اسلامی اصول وآداب سے واقفیت وآگہی کا صحیح تقاضا یہ ہے کہ تجارت و کاروبار کے دوران ان اسلامی اصول وآداب کا پورا پورا پاس ولحاظ کیا جائے اور حتی الامکان ان پر عمل کیا جائے اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے اور کتاب وسنت کے حکموں کی بجا آوری کی جائے، اللہ تعالیٰ کا خوف و ڈر، ان کی سخت گرفت وپکڑ، اور سزا وعذاب ہر آن مستحضر رکھا جائے، کیوں کہ تقویٰ، خشیت الٰہی دنیا میں خیر وبرکت اور آخرت میں نجات وسعادت کا باعث ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث

میں تقویٰ شعار تاجر کی روز قیامت کامیابی کی بشارت دی ہے۔[ترمذی]اس کے برعکس اسلام کے بتائے ہوئے اصول وآداب کے خلاف تجارت کرنا سراسر نقصان دہ ہے، دنیا میں فساد وانار کی کا ذریعہ ہے اور آخرت میں ناکامی ونامرادی کا سبب ہے، اسی طرح اسلام کے منع کردہ اشیاء کی تجارت کرنا ورع وتقویٰ کے خلاف ہے، مسلمان تاجر کے لیے ہر قسم کے محرمات اور ممنوعات سے بچنا اور محتاط رہنا، دنیا کے بناؤ اور آخرت کی کامیابی کے لیے نہایت ہی ضروری ہے، ورنہ عدم احتیاط، دنیا کی بگاڑ اور آخرت کی ناکامی کا موجب ہے، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرمات و ممنوعات سے احتیاط نہ کرنے والوں کو جنت سے محرومی کی سخت وعید سنائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:"جنت میں وہ جسم داخل نہ ہوسکے گا، جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو"۔[بخاری]اسی طرح ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت وغیرہ کے دوران حرام وناجائز صورتوں سے محتاط رہنے کی کس قدر بلیغ تاکید فرمائی ہے اور اسلام کے بتائے ہوئے اصول وآداب اختیار کرنے کی کتنی مؤثر ترغیب دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:"حضرت جبرئیلؑ نے میرے دل میں یہ بات القاء فرمائی کہ کوئی اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنی تقدیر میں طے شدہ رزق پورا پورا حاصل نہ کرے، اگر کسی کو رزق ملنے میں تاخیر ہو تو ایسی صورت میں تم لوگ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اور رزق حاصل کرنے میں صحیح وجائز طریقہ اپناؤ، رزق کے حصول میں تاخیر (تنگی وپریشانی) تم سب کو ہرگز ہرگز اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم سب اللہ تعالیٰ کی معصیت (ممنوع وناجائز طریقوں) کے ذریعہ رزق حاصل کرنے لگو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل (رزق و نعمت دنیاوی) صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری کی بدولت ہی حاصل کیا جاسکتا ہے"۔[اتحاف السادۃ]اسی طرح قرآن و حدیث میں حلال وجائز ذریعوں سے رزق حاصل کرنے کی اور حرام وناجائز طریقوں سے باز رہنے کی بڑی تاکید وترغیب وارد ہوئی ہے، یقیناً رزق حلال میں عمومی خیر وبرکت ہے اور حرام میں سب کا نقصان وخسارہ ہے، اس لیے اس سے بچنا ہر تاجر کے لیے ضروری ہے۔تقویٰ کی بناء پر حرام وناجائز ذریعوں سے احتیاط واجتناب اللہ تعالیٰ کی توجہ و عنایت کے حصول اور خصوصی رزق کی فراہمی کے موجب ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے کہ:

"جو تقویٰ اور خشیت الٰہی اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ کے اس کے لیے (پریشانیوں سے نکلنے کا) راستہ غیب سے کھولیں گے، اور ایسی جگہ سے اسے رزق عطا فرمائیں گے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا"۔[سورۂ طلاق]اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس حقیقت کا کیا خوب اعلان فرمایا ہے کہ:"اگر تم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے خوف و تقویٰ کی بناء پر چھوڑ دوگے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا فرمائیں گے"۔[بیہقی]

یہ حقیقت قابل ذکر ہے کہ ہر مسلمان پر دوسرے تمام اہم فرائض کی ادائیگی کے ساتھ حلال ذریعہ سے رزق حاصل کرنا فرض وواجب ہے، لیکن اس میں اعتدال ومیانہ روی مطلوب اور مستحسن ہے، حد سے زیادہ مشغولیت ممنوع وناپسندیدہ ہے اور نماز ودیگر عبادات وواجبات سے غافل کردینے والا انہماک بہت زیادہ قابل نفرت اور لائق نکیر وتشنیع حرکت ہے، اس لیے تجارت کے سلسلہ میں اعتدال ومیانہ روی اور جائز وحلال طریقہ کے مطابق سرگرمی اختیار کرنی چاہیے، اور تجارت کے دوران اسلامی اصول واحکام کا پاس ولحاظ کرنا، فکر معاش کے ساتھ ساتھ آخرت کی فکر کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع و توجہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کا خیال رکھنا، اور نماز روزہ وغیرہ ارکان اسلام کا اہتمام کرنا شریعت میں مطلوب ومحمود اور مستحسن ہیں اور دنیا وآخرت دونوں جگہوں میں کامیابی کے موجب ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف کی بڑی تحسین وتعریف سورہ نور کی آیات[۳۷، ۳۸]میں فرمائی ہے، اور سورہ جمعہ کی آیات[۹-۱۱]میں نماز اور ذکر الٰہی میں خلل ڈالنے والی ساری چیزیں حتی کہ کاروبار اور خرید وفروخت کو بھی نماز کے اوقات میں چھوڑنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے، قرآن کریم کے اولین مخاطب حضرات صحابہ کرامؓ نے اس پیغام ربانی کو کیا خوب سمجھا، اور اس پر کس قدر عمل زیادہ کیا، ان کا عمل ہر مسلمان تاجر کے لیے قابل اتباع نمونہ ہے، یہ حضرات زیادہ تر تجارت یا صنعت پیشہ تھے لیکن ان کا پیشہ نماز کے اہتمام سے مانع نہیں ہوتا تھا، بلکہ یہ حضرات اذان کی آواز پر ہی تجارت وصنعت کی مشغولیت روک دیتے تھے، اور نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے، چنانچہ ان کے سلسلہ میں ترجمان سنت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی شہادت کس قدر قابل توجہ اور لائق اعتناء ہے، ان کے صاحبزادہ حضرت سالمؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عبداللہ بن عمرؓ بازار سے گزرے تو نماز کا وقت ہوگیا تھا، لوگوں کو دیکھا کہ دکانیں بند کرکے مسجد کی طرف جارہے ہیں تو انہیں فرمایا کہ ان ہی لوگوں کے بارے میں قرآن کریم کا یہ ارشاد:﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾۔[نور/۳۶-۳۸]ہے۔





اسی طرح ایک تاجر اور دوسرے لوہار صحابہؓ کے بارے میں ایک اثر منقول ہے، تاجر صحابیؓ کی تجارت کا یہ حال تھا کہ اگر سودا تولتے وقت اذان کی آواز کان میں پڑ جاتی تو اسی وقت ترازو رکھ کر نماز کے لیے کھڑے ہوجاتے، اور دوسرے صحابیؓ کا یہ عالم تھا کہ اگر گرم لوہے پر ہتھوڑے کی ضرب لگا رہے ہیں اور کان میں اذان کی آواز آگئی تو اگر ہتھوڑا مونڈھے پر اٹھائے ہوئے ہیں تو وہیں مونڈھے کے پیچھے ہتھوڑا ڈال کر نماز کو چل دیتے تھے، اٹھائے ہتھوڑے کی ضرب سے کام لینا بھی گوارا نہ تھا۔[تفسیر قرطبی]

## امانت ودیانت داری

مسلمان تاجر کی دوسری اہم قابل ذکر ذمہ داری یہ ہے کہ ان تاجروں کو تجارت وکاروبار کے دوران امانت ودیانت داری کا پورا پورا پاس ولحاظ کرنا چاہیے کیوں کہ آپسی معاملات کو بہتر طور پر انجام دینے میں امانت داری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، امانت داری دنیا میں خیر وبرکت کا ضامن ہے، آپس میں محبت والفت کا پیش خیمہ ہے اور ربط وتعلق کا باعث ہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ:خریدی ہوئی زمین کے اندر ملے دفینہ کے سلسلہ میں خریدار اور پرانے مالک کے درمیان رونما ہونے والے قضیہ کے متعلق فیصلہ کرتے ہوئے ثالث نے کہا کہ لڑکے کا نکاح لڑکی سے کردو اور اس سونے کو ان دونوں پر خرچ کردو اور پھر جو کچھ بچے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ خیرات کردو۔[بخاری مسلم]اسی طرح امانت داری آخرت میں شرف وسعادت کا موجب ہے، ایک حدیث میں ہے کہ:"سچ بولنے والا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن حضرات شہداء کرامؓ کے ساتھ ہوگا"۔[ابن ماجہ]

امانت داری تاجر اور خریدار دونوں کے بڑے فائدوں کا باعث ہے، اس لیے ہر ایک تاجر کو چاہیے کہ وہ سامان تجارت کے سلسلہ میں امین ودیانت دار ہو اور خریدار کے حق میں مخلص وبہی خواہ ہو۔

امانت ودیانت کا شدید تقاضا ہے کہ کوئی تاجر فروخت کے وقت اپنے سامان کے عیوب کو نہ چھپائے، بلکہ سامان کے نقص وخرابی کو بیان کردے کیوں کہ عیب ظاہر کرنا تاجر وخریدار کے مابین اعتماد وبھروسہ کا ذریعہ ہے اور تجارت میں خیر وبرکت کا موجب ہے، اس کے برعکس سامان کے نقص وخرابی کو چھپانا آپس میں بے اعتمادی، نفرت اور دوری کا باعث ہے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی برکت ورحمت سے محرومی کا سبب ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ یاد رکھو! بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں فروخت کی جانے والی چیز کے بارے میں جب سچ بولتے ہیں (اور سامان وقیمت میں جو عیب ونقصان ہوتا ہے) اس کو ظاہر کردیتے ہیں تو ان کی خرید وفروخت میں برکت عطا کی جاتی ہے اور جب وہ عیب کو چھپاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں تو ان کی لین دین میں برکت ختم کردی جاتی ہے۔[بخاری مسلم]اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ سامان تجارت کا عیب چھپانا، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور فرشتوں کی لعنت کا سبب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:"جو شخص عیب دار چیز کو بیچے لیکن اس کے عیب پر خریدار کو مطلع نہ کرے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہتا ہے (راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا یہ فرمایا) کہ اس پر فرشتے ہمیشہ لعنت بھیجتے رہتے ہیں"۔[ابن ماجہ]نیز ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیب چھپانے پر ایک تاجر سے بازپرس فرمائی اور اس تاجر کو بلا واسطہ اور قیامت تک آنے والے تمام تاجروں کو بالواسطہ سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ:"جو تاجر (سامان کا عیب چھپا کر خریداروں کو) فریب و دھوکہ دے وہ مجھ سے نہیں ہے"۔[مسلم]

فریب ودھوکہ دہی میں سے ناپ تول میں کمی و بیشی کرنا بھی ہے، قرآن وحدیث میں اس کی بڑی شناعت بیان ہوئی ہے، قرآن کریم کی کئی سورتوں [الشعراء/۱۸۲، ۱۸۳، رحمٰن/۸، ۹، ہود/۸۳-۸۵، اور مطففین/۱-۶]میں ناپ تول میں کمی بیشی پر سخت وعید وتنبیہ کی گئی ہے اور صحیح ناپ تول کی تاکید وترغیب دی گئی ہے، اسی طرح مختلف احادیث مبارکہ میں خرید وفروخت کے وقت ناپ تول میں کمی بیشی کرنے کی بڑی سخت ممانعت آئی ہے، ایک حدیث میں اس غلط عمل کو دنیا میں ظلم وزیادتی، زراعت کی کمیابی اور مال وسامان میں بے برکتی کا باعث بتایا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:"جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کردیا جاتا ہے"۔[ابن ماجہ]ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، ہلاکت وبربادی کا سبب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ تم لوگوں کے ذمہ ایسے دو کام (ناپ تول) ہیں جس (میں کمی بیشی) کے سبب تم سے پہلے، پچھلی امتیں ہلاک وتباہ ہوچکی ہیں"۔[ترمذی]اس وعید سے نجات پانے اور محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ صحیح وزن اور پیمانہ استعمال کیا جائے اور ناپ تول میں کمی وبیشی ہرگز نہ کی جائے، بلکہ خود خریدنے کے وقت وزن وپیمانہ کے مطابق صحیح صحیح لیا جائے اور بیچتے وقت ذرا وزن کو جھکا کر زیادہ دیا جائے، یہی سنت رسول صلی اللہ علیہ

وسلم ہے اور یہی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اسوہ حسنہ کے بارے میں حضرت جابرؓ کا بیان موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اونٹ کی قیمت وزن کر کے عنایت فرمائی اور تول میں جھکا کر تولا"۔ [مسلم] نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں وزن کرنے والے کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ: "وزن کرنے والے! صحیح صحیح وزن کرو اور (ترازو کو ذرا) جھکا کر وزن کرو"۔ [ابوداؤد]

تاجروں کی تیسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ تجارت (تجارتی سامان اور اس کی قیمت) کے سلسلہ میں صدق وصفائی سے کام لیں، کیوں کہ آپسی معاملات کے دوران سچ بولنا اور صاف گوئی برتنا اہم ترین اخلاقی جوہر ہیں، دنیا وآخرت میں خیر و برکت اور کامیابی وسرخ روئی کے ذریعہ ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ (تجارت کے دوران) صدق و صفائی برکت ورحمت کے باعث ہیں۔ [بخاری و مسلم] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سچ بولنے والا تاجر کا آخرت میں بڑا اکرام ہوگا، اس کو نبیوںؑ، صدیقوںؓ اور شہیدوںؓ کی رفاقت ومعیت نصیب ہوگی۔ [ترمذی] صدق وصفائی کا تقاضہ ہے کہ سامان تجارت کو مناسب اور صحیح قیمت پر بیچا جائے کیوں کہ صحیح قیمت پر بیچنا بہت فضیلت وعظمت والا عمل ہے، ایک حدیث میں اس عمل پر قرب الٰہی کے حصول کی بشارت دی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "جو شخص مسلمانوں کے کسی شہر میں غلہ لے کر آیا، اور اس دن کی قیمت پر بیچا تو اس تاجر کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا [ابن مردویہ] اس کے برعکس قیمت میں اضافہ کرنا اور اضافہ کی ترکیب نکالنا اور اس کے لیے مختلف تدبیر (احتکار وذخیرہ اندوزی وغیرہ) اختیار کرنا بہت ہی ناپسندیدہ عمل ہے، یقیناً یہ شنیع عمل عوام کی حق تلفی اور ان کو نقصان پہونچانے والا عمل ہے، احادیث مبارکہ میں بڑی وعید وتنبیہ آئی ہے، ایک حدیث میں ہے: "یہ جہنم لے جانے والا ہے"۔ [مجمع الزوائد] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ نفریں عمل لعنت و پھٹکار کا باعث ہے۔ [ابن ماجہ]

یہ چند اہم آداب وواجبات ہیں، ان کے علاوہ اور بھی کچھ بڑے چھوٹے آداب ہیں، ان سب کی تفصیل احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے، بہر کیف تاجروں کا اپنے اوپر عائد ہونے والے تمام آداب کا انجام دینا شریعت میں مطلوب ومحمود اور مستحب ہے، ایک حدیث میں ان آداب وواجبات کے انجام دینے کی تاکید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی بلیغ وموثر انداز میں فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو متوجہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ: "سارے تاجر قیامت کے دن فاجر (گناہ گار) بن کر (اپنی قبروں) سے اٹھیں گے، سوائے ان تاجروں کے جنھوں نے تجارت کے دوران تقویٰ و خشیت الٰہی اختیار کی اور (دوسروں کے ساتھ) برو احسان کا معاملہ کیا، اور قول وعمل میں سچائی وراست بازی سے کام لیا۔ [ترمذی]

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اسلامی احکام وآداب پر عمل کرنے والا، اور ہم میں سے تمام تاجروں کو اسلامی تجارت کے زریں اصول وضوابط کا کاربند بنادیں، اور ہم تمام کو اپنی خصوصی رحمتوں وبرکتوں اور فضل و روزی سے نواز کر دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران بنادیں۔ آمین!

وسعت رزق کے لئے ہم تمام اہل ایمان کو درج ذیل جامع، مختصر اور آسان دعاء کا ورد اپنا معمول بنانا چاہیے۔

"اللّٰھم ابسط علینا من برکاتك ورحمتك وفضلك ورزقك"۔ [سبل الھدی]

☆☆☆☆☆

**The Fragrance Of East**
ندوۃ العلماء سے شائع ہونے والا انگریزی ماہنامہ "دی فریگرینس آف ایسٹ"
ناظم ندوۃ العلماء **حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ**
کی زیر پرستی پابندی سے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔
اس رسالہ کو خود پڑھیں اور اپنے حلقہ احباب میں اسے متعارف کرائیں،
سالانہ چندہ =/120 روپے ہے جو بذریعہ منی آرڈر
بینک ڈرافٹ All CBS Payable Cheques
"دی فریگرینس آف ایسٹ، ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ"
کے پتہ پر ارسال فرمائیں، بصورت دیگر =/30 جوڑ کر چیک دیں۔
**رابطہ:** منیجر "دی فریگرینس آف ایسٹ"، ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ





خبر ونظر

# عالم اسلام

جاوید اختر ندوی

## یمن میں قرآن مجید کا قدیم ترین نسخہ دستیاب

قرآن مجید اللہ رب العزت کی آخری نازل کردہ کتاب ہے، اب اس کے بعد کوئی کتاب ہدایت نہیں آئے گی، یہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لیے کامل رہبری کا فریضہ انجام دے گی، اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں نازل ہوئیں، سب زمانے کے دست برد کا شکار ہوگئیں، ان میں سے کوئی کتاب ایسی باقی نہیں رہی جس کے بارے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہو کہ یہ کتاب اپنی اصلی حالت پر باقی ہے سوائے قرآن مجید کے، اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے واسطہ سے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح نازل فرمایا وہ آج بھی اسی شکل میں باقی ہے، اس کے اندر کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہے اور نہ ہوسکتی ہے کہ اس دنیا کے خالق ومالک نے خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی ہے۔

انسانی دنیا کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ اس کتاب ہدایت کے نازل ہونے کے بعد سے آج تک نہ جانے اس کے خلاف کیسی کیسی گھناؤنی سازشیں کی گئیں اور اس کے خلاف کیسے کیسے حربے استعمال کیے گئے مگر دشمنان اسلام کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور ان کے سارے تیر دغا دے گئے، اسلام کے آغاز سے لے کر آج تک اس کی کوشش ہوتی رہی ہے مگر قرآن کریم اپنی اصلی شکل میں باقی ہے اور تا قیامت باقی رہے گا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کتاب ہدایت کا معجزہ ہے کہ جتنی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے اور جس تعداد میں یہ کتاب پڑھی گئی اور پڑھی جارہی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے، اس کی حفاظت کے بھی مختلف نمونے دنیا کے سامنے آتے رہتے ہیں، اس وقت جو نسخے قرآن مجید کے پائے جاتے ہیں، ان میں بعض بہت قدیم ہیں، لیکن ابھی صنعاء کے ایک شہر میں ایک نسخہ ایسا ملا جس کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ سن دو سو ہجری (۲۰۰ھ) کا ہے اور یہ قرآن مجید کا اب تک پایا جانے والا قدیم ترین نسخہ ہے۔

رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ کے سے شائع ہونے والا ہفت روزہ جریدہ "العالم الاسلامی" کے مطابق یمن کے شہر ضالع کے جنوبی حصہ میں واقع پہاڑیوں کے ایک غار میں ایک یمنی نوجوان کو قرآن کریم کا ایک نسخہ ملا جس کے اندر عجیب و غریب انداز میں موم کے مادے رکھے ہوئے تھے اور نسخہ چمڑے کی جلد میں لپٹا ہوا تھا۔

متحدہ عرب امارات کی خبر رساں ایجنسی کے مطابق قرآن کریم کا یہ نسخہ نقطوں اور اعراب سے مکمل خالی ہے، اس کے پہلے صفحے پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے: "نسخت بید الفقیر الی اللہ عام ۲۰۰ ھجریۃ"۔ (یہ نسخہ اس عاجز وناتواں بندہ کے ہاتھوں ۲۰۰ھ میں تیار ہوا) جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ دنیا بھر میں پائے جانے قرآن مجید کے نسخوں میں سب سے قدیم نسخہ ہے، اسی کے ساتھ ذرائع اور تحقیقی کمیٹیوں نے نسخہ کے اصل ہونے اور اس پر لکھی گئی تاریخ کے صحیح ہونے کی تصدیق بھی کردی ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے نسخہ کے ساتھ ساتھ اس کے پہلو میں اس یمنی نوجوان کو پیتل کے نیام کے اندر ایک تلوار بھی ملی جو صاف و شفاف اور صیقل کی ہوئی تھی، اور عربی خط میں تلوار کے اوپر "ذو الفقار" لکھا ہوا تھا، یہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی تلوار کا مشہور ومعروف نام تھا، ایجنسی نے "اخبار عدن" کی ویب سائٹ کے حوالہ سے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کریم کے اس نسخے کو خریدنے کے لیے یمنی نوجوان کو بارہ (۱۲) ملین یمنی ریال کی پیش کش کی گئی جو چھپن (۵۶) ہزار امریکی ڈالر کے برابر ہے مگر اس نوجوان نے قرآن کریم کے نسخے کو فروخت کرنے سے انکار کردیا۔

## ایک امریکی پادری کا قبول اسلام اور فریضۂ حج کی ادائیگی

دین اسلام کو جس قدر اغیار کی طرف سے نشانہ بنایا جارہا ہے، اسی قدر حق کے متلاشی اس کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں، مغرب کے پروپیگنڈے کی حقیقت کا پتہ لگانے کے لیے جب وہ اسلام کی تعلیمات کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو اس کی صداقت وحقانیت کے اسیر ہوئے بغیر نہیں رہتے، لیکن تعجب اور حیرت میں اس وقت اضافہ ہوجاتا ہے جب یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ عوام کے علاوہ پڑھے لکھے اور مذہبی لوگ بھی جب صاف دل سے اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ دین اسلام کے اندر دوسرے

مذاہب وادیان کے مقابلہ میں جو چیز سب سے زیادہ ان کو اپنی طرف کھینچتی ہے وہ انسانیت کے تئیں عمدہ اخلاق ومحاسن، ہمدردی وخیر خواہی ہے، اس لیے کہ یہ حسن سلوک کسی اور مذہب میں نہیں ہے، یہ صرف دین اسلام کا خاصہ ہے، دین اسلام نے ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کو اپنی زندگی میں برت کر دکھا دیا ہے۔

عربی جریدہ "العالم الاسلامی" کی خبر کے مطابق کوریا نژاد ایک امریکی پادری نے اسلام قبول کیا اور سال رواں حج کی سعادت سے سرفراز بھی ہوا، اس نے اسلام کی فیاضی ورحم دلی، اس کی رحمت وانسانیت اور اخلاق وکردار پر مشتمل کتابوں کے مطالعے کے بعد شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کرلیا۔

انہوں نے اسلام لانے کے بعد اپنے لیے عبدالوہاب نام پسند اور کہا کہ اسلام ہی دین برحق ہے، اب کسی آسمانی دین اور مذہب کے اندر اصلیت باقی نہیں رہ گئی ہے، سب تبدیل ہو چکے ہیں اور انسانیت تو اب نام کی بھی نہیں رہی۔

اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتابوں کے مطالعے کے بعد جب اس کو اطمینان ہوگیا تو اس نے جنوبی کوریا کے دارالحکومت میں واقع سعودی سفارت خانے سے اس سلسلہ میں رجوع کیا اور دین اسلام قبول کرنے کی دلچسپی ظاہر کی اور وہیں انھوں نے اسلام قبول کرلیا، اسی کے ساتھ حج کی ادائیگی کا ارادہ بھی انھوں نے ظاہر کیا، چنانچہ وہ اس عظیم سعادے سے بھی بہرہ اندوز ہوا اور یہ سعادت سعودی حکمراں شاہ عبداللہ بن عبد العزیز کی طرف سے ان کو ملی، جنوبی کوریا میں سعودی سفیر شیخ احمد البراک نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ اس کوریائی امریکی پادری نے اپنے اسلام لانے کا اعلان سفارت خانے کی طرف سے منعقد کیے گئے ایک مجلس میں کیا، انھوں نے یہ بھی وضاحت کی سال رواں جنوبی کوریا میں ۳۹ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خود سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں مقیم بارہ (۱۲) افراد نے اسلام قبول کیا اور دفتر دعوت و ارشاد کے ذمہ دار شیخ سعود بن زید المانع نے سعودی خبر رساں ایجنسی کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ بارہ (۱۲) افراد بیک وقت اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور یہ سب فلپائن سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

## سوئٹزرلینڈ میں نقاب وحجاب کے استعمال کی اجازت

ابھی سال بھر کا عرصہ بھی نہیں گذرا، عالمی منظر نامہ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ مغرب نے حجاب اور نقاب کے استعمال پر کیسا ہنگامہ بپا کیا تھا، اور وہاں کی مختلف پارلیمنٹ نے اس کی ممانعت پر ووٹنگ کے بعد قرارداد اور تجاویز پاس کیے تھے، لیکن آہستہ آہستہ یہ واقعات پردہ کے پیچھے چلے گئے، اس لیے کہ مغرب کی نو مسلم خواتین نے خود اس کے خلاف احتجاج کیا کہ نقاب اور حجاب میں عورتوں کے لیے جو تحفظ کا سامان ہے وہ کسی لباس میں نہیں ہے، اس لیے ان کے استعمال پر خواتین کو مکمل آزادی دی جائے وہ اپنی حفاظت کے لیے جو لباس مناسب سمجھیں استعمال کرسکتی ہیں، ان ہی میں اسلامی حجاب بھی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حجاب کے استعمال کا حکم خود اللہ رب العزت نے آخری آسمانی کتاب "قرآن مجید" میں بڑی تاکید کے ساتھ دیا ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کرکے ایک ایسا اسلامی اور صالح معاشرہ اس روئے زمیں پر برپا کیا کہ آج تک دنیا اس کی ادنیٰ مثال بھی پیش کرنے سے قاصر ہے، اس میں عورتوں کی حفاظت کا مکمل انتظام ہے، وہ غیروں کی ہوسناک نگاہوں سے کلی طور پر محفوظ رہتی ہے، اس سلسلہ میں اب حکومتوں نے اپنے قوانین میں نرمی لانی شروع کردی ہے، سوئٹزرلینڈ کی حکومت نے جو تازہ تجویز منظور کی ہے، اس کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ:

سوئٹزرلینڈ کی پارلیمنٹ میں عوامی مقامات میں نقاب اور حجاب استعمال کرنے کے تعلق سے ووٹنگ ہوئی جس میں نقاب استعمال کرنے کی تائید میں ۹۳ فیصد ووٹ پڑے جبکہ اس کے خلاف ۸۷ فیصد ووٹ سامنے آئے، اس سے پہلے سال گذشتہ مارچ کے مہینے میں یہاں کی پارلیمنٹ کی طرف سے حجاب پر مکمل پابندی عائد کردی گئی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ حجاب پہننے سے ملک کی توہین ہوتی ہے، لیکن ملک کے وزیر خارجہ نے کہا یہ فیصلہ زیادتی پر مبنی ہے اور اسلامی وعربی ممالک سے یہاں آنے والے زائرین اس کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں، مزید یہ بھی کہا گیا کہ آج کے ماحول میں روزمرہ کے استعمال میں اس طرح کے لباس کو ہٹایا نہیں جاسکتا، اس سے دینی اور مذہبی مشکلات پیدا ہوجائیں گی، اور اس ملک میں رہنے والی اسلامی آبادی اس کو ناپسند کرے گی، اور اس کی پابندی سے مسلم معاشرہ تکلیف اور دشواری میں پڑ جائے گا اور پھر اس کے برے نتائج سامنے آئیں گے، اس لیے اس ملک میں رہنے والی اسلامی آبادی کو نقاب اور حجاب کے استعمال کی مکمل اجازت ہے، کسی طرح کی پابندی نہیں۔

☆☆☆☆☆



ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER & DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

MAQBOOL JEWELLERS
مقبول جویلرس
جوتے والی گلی امین آباد
Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow
Mob.: 9956069081-9919089014
Shop: S-13 Gole Market, Mahanagar Lucknow
Ph: 0522-4000120 (S) - 4001130

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

فردوس کیفے
CAFE FIRDOS
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel.: 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Phone: 0522-3958047
ریڈی میڈ مردانہ
Pullowers,
Ties
menmark®
MFG. Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

Mohd. Zubair
Mohd. Salman
0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara FOOTWEAR
wholesale
35, Ametti House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

Postal Regd. No. LW/NP/63/2012TO2014
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071
Despatch Date, 10-12 / 25-27
Vol. No. 50 Issue No.05

Fortnightly

# TAMEER-E-HAYAT

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in

10 January, 2013


Booking Open

SAITECH GRACE

*An Ideal House You Truly Deserve*

2 BHK / 3 BHK & 4BHK
Premium Flats Available
at Affordable Prices

FACILITIES /AMENITIES

24X7 security system, Intercom / EPABX system from Entrance Gate, Power Backup through Generator, Internet connectivity, Pressurized water supply system, High quality single lever bathroom fittings, Open and covered car parking, Children play ground, Jogging / walking track, Gymnasium provision, Automatic high speed lifts, Fire Fighting System, Ample open and covered (stilt and basement) car parking space, Visitor's Parking.

BUILDERS & DEVELOPERS
**SAITECH INFRASTRUCTURE PVT. LTD.**
**MAS COLONISERS (INDIA) PVT. LTD.**

**Corporate Office**
06-F.F., Natraj Complex, 11 B.N. Road, Lalbagh,
Lucknow - 226001
Tele Fax : +91-522-4077160
Mob.: 9838456123, 9450200000,
9450931440, 9415022240
Website : www.saitechbuilders.com
E-mail : saitechinfra@gmail.com

**Site Office** 485/8, Mohan Meakin Road,Daliganj, Lucknow.

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر، فلور پرفیوم، روح گلاب،
روح کیوڑہ، عرق گلاب، عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ

خوشبودار عطریات

کی ایک قابل اعتماد دوکان :
ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

تیار کردہ
اظہارسن پرفیومرس
اکبری گیٹ، چوک لکھنو
برانچ: C-5، جنپتھ مارکٹ، حضرت گنج

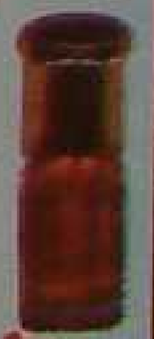

IZHARSON PERFUMERS

H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell 91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

Designed By : Future Graphix, Lko. Mobile : 7860632916